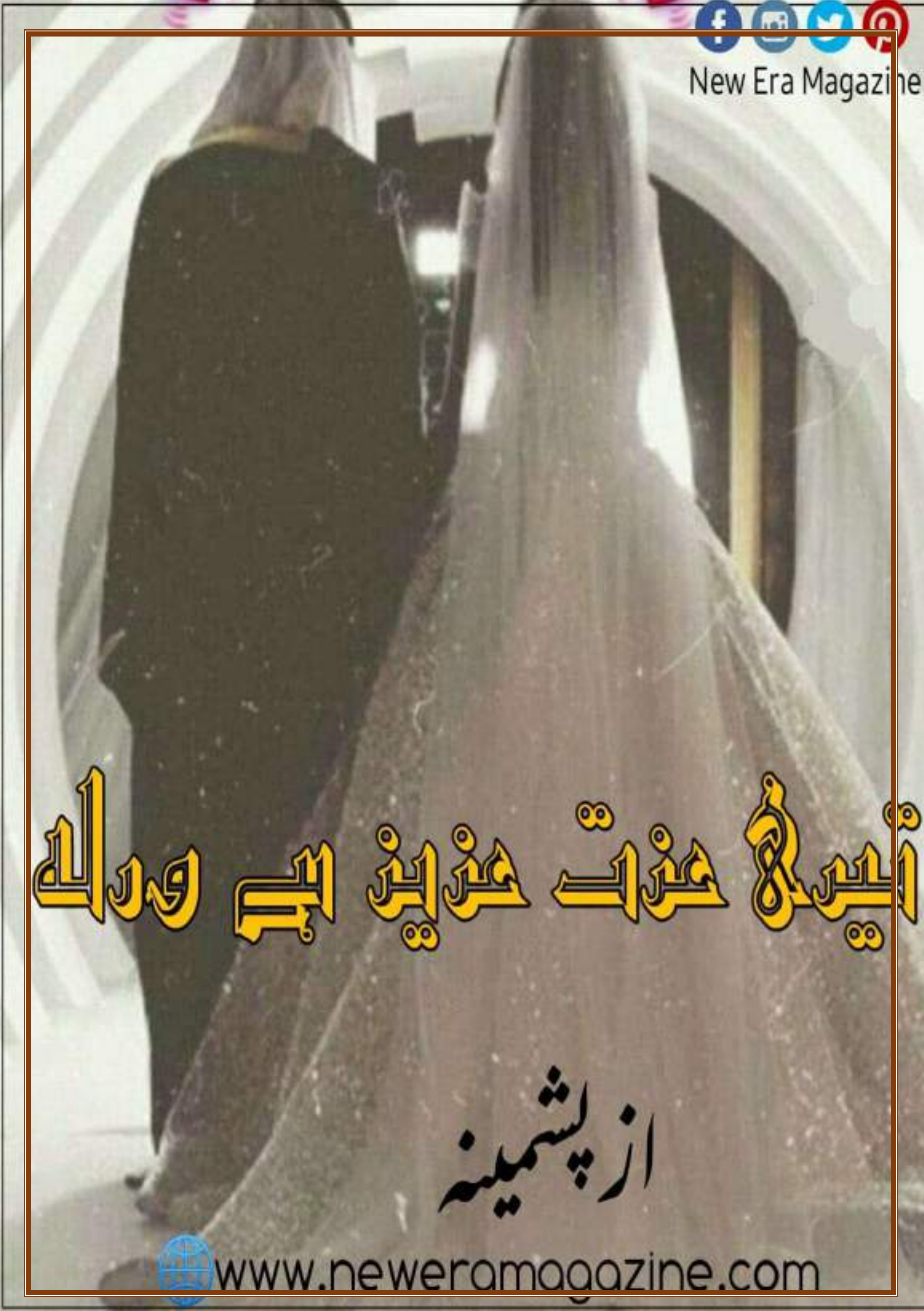

www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(مکمل ناول)

تیری عزت عزیز ہے ورنہ

از پشمینہ

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

وہ دلہن کے روپ میں نہ جانے کب سے خوفزدہ بیٹھی ہوئی تھی۔کچھ دیر قبل ہی اس کا نکاح ایک ایسے شخص سے ہوا تھا جسے وہ جانتی بھی نہیں تھی اور اس نے کبھی اس کو دیکھا بھی نہیں تھا۔دیکھنا تو دور کی بات اسے تو اس کا نام بھی نکاح کے وقت معلوم ہوا جب قاضی نے اس سے اس کی رائے پوچھی تھی۔

وہ اس گھر میں آتو گئی تھی لیکن اب اس کی ساتھ آگے کیا سلوک ہونے والا تھا یہ خدا ہی جانتا تھا۔وہ تو بس اتنا جانتی تھی کہ کچھ اچھا نہیں ہونے والا۔

وہ اپنے سوتیلے بھائی کے خون بہا میں آج ایک انجان شخص کے نکاح میں آئیں تھی۔سوتیلی ماں نے اسے اپنے بیٹے کی جان بچانے کیلئے روایتوں کی بھینٹ چڑھادیا تھا۔

ماں تو سوتیلی تھی لیکن باپ تو سگا تھا۔دکھ تو اسے اپنے سگے باپ سے پہنچا تھا۔

حالانکہ کے باپ نے دوسری شادی کے بعد اس کے سر پر کبھی شفقت کا ہاتھ نہیں رکھا تھا۔لیکن پھر بھی اسے اپنے والد سے اس ظلم کی توقع نہ تھی۔

وہ پڑھی لکھی لڑکی تھی اس نے بی اے کیا تھا۔

لیکن یہ تعلیم بھی اسے نہ بچا سکی۔

وہ اپنی سوچوں میں مستغرق کے ایک دم دھڑام سے دروازہ کھلا۔

شاہ میر اندر داخل ہوا۔

شاہ میر نے اپنے گلے میں پہنا ہوا پھولوں کا ہار بے دردی سے نوچ پھینکا تو وہ دیکھ کر مزید خوفزدہ ہو گئی۔

شاہ میر چلتا ہوا اس کے قریب آیا اور اسے بازو سے پکڑ کر اٹھایا۔

کس نے تمہیں میرے کمرے میں بٹھا دیا؟... نکلو یہاں سے میں تمہیں اپنی نظروں کے سامنے برداشت نہیں کر سکتا تو میرے بھائی کے قاتل کی بہن ہو۔______شاہ میر غصے سے دھاڑا اور اسے بازو سے کھینچ کر دروازے تک لایا۔

وہ بیچاری اپنی بے بسی پر ماتم کنہ تھی۔

اس نے دکھ اور کرب کے ساتھ ایک نظر اپنے شوہر پر ڈالی۔

شاہ میر سفید رنگ کے سوٹ میں سیاہ رنگ کا واس کوٹ پہنے بہت ہی وجیہ نظر آ رہا تھا لیکن اس وقت غصے سے بھرا ہوا تھا۔

شاہ میں نے اسے باہر برآمدے میں پٹخ دیا۔نیچے مٹی تھی وہ مٹی میں گر گئی۔

شاہ میر یہ کیا طریقہ ہے؟____اس کی ماں ساجدہ نے کہا جو کہ باہر عورتوں کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔

اماں آپ نے اسے میرے کمرے میں کیوں بٹھا دیا میں اس کی شکل تک دیکھنا نہیں چاہتا۔_____شاہ میر نے غصے سے اپنی ماں سے کہا۔

وہاں پر موجود عورتوں نے دلہن کی شکل کی طرف دیکھا جو اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے حیرت سے سب کو دیکھ رہی تھی۔

اپنی جھیل سی آنکھوں اور مڑی ہوئی گھنی پلکوں کے ساتھ وہ سب کو حیرت سے دیکھ رہی تھی۔۔۔وہ حسن کے تمام ہتھیاروں سے لیس تھی۔دھکا دینے کی وجہ سے اس کے سیاہ بال جوڑے سے کھل کر شانوں پر بکھر کر گئے تھے اس کا دوپٹا تو دروازے میں ہی اٹک کر اس کے سر سے اتر چکا تھا۔

اماں میں نے ابا سے کہا تھا مجھے قاتل کی بہن نہیں قاتل چاہیئے۔۔۔لیکن میری کسی نے نہیں سنی۔____شاہ میر بولا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بیٹا یہ ہمارا نہیں سرداروں کا فیصلہ تھا اور سرداروں کا فیصلہ ہمیں ہر حال میں ماننا ہی تھا۔____ساجدہ نے کہا۔

ہم سرداروں کے نوکر نہیں ہیں اماں۔۔۔ہم بھی اچھے خاصے زمیندار ہیں بھکاری ہم بھی نہیں ہے کہ کسی کے آگے سر جھکائیں۔______وہ چیخ کر بولا۔

بیٹا اس کے بھائی نے تمہارے بھائی کو جان بوجھ کر نہیں مارا وہ غلطی سے مرا۔کوئی قبائلی جھگڑا تو نہیں تھا ہمارا ان لوگوں کے ساتھ بس ایک غلطی تھی۔____شاہ میر کی چچی سکینہ نے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

غلطی؟؟؟اس کے بھائی نے میرے بھائی کے سر پر اتنی زور سے ڈنڈا مارا کہ وہ اسی وقت جاں بحق ہو گیا اور آپ کہہ رہی ہیں کہ یہ غلطی ہے؟چاچی یہ غلطی نہیں یہ خون ہے خون۔____شاہ میر کا غصّہ عروج پر تھا۔

ایمان ابھی تک مٹی میں گری پڑی تھی۔نا اسے اٹھنے کی ہمت ہو رہی تھی اور نہ کسی نے اسے اٹھانے کی زحمت کی تھی اب تک۔

یہ اس کی شادی کی پہلی رات تھی جس کے لئے لڑکیاں ہزاروں سپنے سجا کر اپنی پیا دیس

سدھارتی ہیں۔اتنا برا سلوک کوئی دشمن نہیں کر سکتا ہے اور ہاں وہ دشمنوں کے پاس ہی آئی تھی۔

وہاں موجود ایک خاتون کو ترس آگیا وہ اٹھی اور ایمان کو اٹھایا۔

شاہ میر تھوڑا خدا ترسی کرو۔خدا کے عذاب سے ڈرو بیٹا اس بچاری کا کیا قصور ہے اس سارے معاملے میں میں ؟_____ زرینہ بیبی نے ایمان کو اٹھاتے ہوئے کہا۔

بس کر دے زرینہ چاچی اگر آپ کا اپنا بیٹا اس طرح مارا گیا ہوتا تو آپ ایسا نہ کہتیں۔_____ شاہ میر کہتا ہوا باہر نکل گیا۔

زرینہ نے ایمان کو دوسرے کمرے میں چارپائی پر بٹھا دیا۔

دیکھو بیٹا بھی اس وقت شامیر بہت غصے میں ہے۔لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اس کا غصہ کم ہو جائے گا۔وہ تمہارا شوہر ہے تم سے زیادہ دیر دور نہیں رہ سکتا۔اور تم ہو ہی اتنی زیادہ خوبصورت کے وہ کسی نہ کسی دن تمہاری محبت میں ضرور گرفتار ہو جائے گا بس تمہیں ہمت نہیں ہارنی ہے۔_____ زرینہ نے پیار سے سمجھایا۔

لیکن ایمان کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا۔وہ تو خوف سے اس قدر کانپ رہی تھی کہ

اسے کوئی ہوش ہی نہیں تھا۔

زرینہ اسے کمرے میں بٹھا کر چلی گئی۔اسے کسی نے پانی اور کھانے تک کا نہ پوچھا تھا اس کا گلا خشک ہو رہا تھا اسے پانی کی اشد ضرورت تھی اس نے صبح سے کچھ نہیں کھایا تھا بھوک کے مارے اسے چکر آرہے تھے۔

کافی دیر کے بعد سکینہ کو احساس ہوا۔تو ایمان کے لیے کھانا لے کر آئی۔

لڑکی کھانا کھالو تم نے صبح سے کچھ نہیں کھایا۔ہم بھی انسان ہیں ظالم نہیں ہیں۔ظلم تو ہمارے خاندان کے ساتھ ہوا تھا۔پر خیر اب حساب برابر ہو گیا۔_____ سکینہ بیبی نے کہا۔

سکینہ بی بی کے جانے کے بعد اس نے نوالہ منہ میں لیا تو زندگی کا احساس ہوا۔بھوک بہت بری چیز ہے۔کھانا کھانے کے بعد اس میں کچھ توانائی آئی۔پانی بھی سامنے پڑا تھا اس نے پی لیا۔اب وہ سوچ رہی تھی کہ کیا اسے آج رات اس کمرے میں اکیلے سونا پڑے گا جس میں صرف ایک چارپائی رکھی ہوئی تھی اور ایک لحاف تھا۔

شاہ میر کے کمرے میں سونے سے زیادہ اسے یہاں سونا بہتر لگ رہا تھا۔اس کے دل

میں شاہ میر کا خوف آج سے ہی بیٹھ گیا تھا۔اس طرح کا سلوک تو کوئی کسی جانور کے ساتھ بھی نہیں کرتا ہے جیسا اس کے شوہر نے اس کے ساتھ کیا۔

شاہ میر کی جگہ اگر کوئی اور ہوتا تو آج ایمان کی ہمراہی پاکر ہواؤں میں اڑ رہا ہوتا کیونکہ وہ تھی اتنی پیاری پڑھی لکھی سلجھی ہوئی۔

وہ سوچتی سوچتی سو گئی۔

صبح سویرے ساجدہ نے آکر اسے اٹھایا۔

اٹھو بی بی کام پر لگ جاؤ۔میں اکیلی بوڑھی عورت ہوں اس دن کے انتظار میں تھی کہ بہو آئے گی تو سارا گھر سنبھال لے گی۔بہو بھی آئی تو ایسے شخص کی بہن جس نے میری کوک اجاڑ دی۔اٹھو اب کام پر لگ جاؤ۔کوئی من چاہی دلہن نہیں ہو تم جو اس طرح پڑی ہوئی ہو۔____سجدہ کہہ کے باہر نکل گئی۔

وہ اپنا بھاری بھر کم فراک سنبھالتے ہوئے اٹھی جو اس کی شادی کا جوڑا تھا۔رات اسے لباس تبدیل کرنے کا موقع نہیں ملا تھا۔اس کے کپڑوں کا چھوٹا سا بیگ شاہ میر کے کمرے میں تھا۔اب اسے ہر حال میں یہ لباس تبدیل کرنا تھا کیونکہ اس بھاری بھر کم

جوڑے کے ساتھ وہ کام نہیں کر سکتی تھی۔

اور اس کام کے لیے اسے شاہ میر کے کمرے میں جانا تھا۔وہ یقیناً اس وقت سو رہا ہو گا

ایمان بے حد خوفزدہ تھی۔

وہ اٹھی اور آرام سے اس کے کمرے کا دروازہ کھولا۔کمرے میں اندھیرا تھا۔تھوڑی دیر بعد کھڑکی سے آنے والی ہلکی سی روشنی میں بیگ نظر آ گیا۔

شاہ میر بیڈ پر سو رہا تھا۔وہ آرام سے چلتی ہوئی بیگ تک آئی۔اس کی پوری کوشش یہی تھی کہ شاہ میر کی نیند خراب نہ ہو۔اگر وہ جاگ گیا تو ایمان کی شامت آ جانی تھی۔

اس نے آرام سے سے بیگ اٹھایا اور کمرے سے باہر آ گئی۔دل میں شکر ادا کیا کہ شاہ میر کی نیند خراب نہیں ہوئی تھی۔

وہ بیگ اٹھا کر واپس اسی کمرے میں چلی آئی۔جہاں اس نے رات بتائی تھی۔

اس نے ایک جوڑا نکالا اور پہن لیا۔پھر باہر آئی جہاں گھر کے باقی افراد چائے پینے میں مشغول تھے۔

وہ ان میں سے کسی کو بھی نہیں جانتی تھی۔

ساجدہ اس کی ساس ہے وہ اتنا جان گئی تھی۔باقی دو لڑکیاں بیٹھی ہوئی تھیں اور ایک لڑکا۔اور سکینہ جو کے اس کے شوہر کی چچی تھی۔

جھاڑو اٹھاؤ اور صفائی شروع کرو۔____وہاں پر موجود ایک لڑکی نے اسے آرڈر دیا۔وہ لڑکی صفیہ تھی اس کی چھوٹی نند۔جس کی عمر سولہ سال تھی۔

میں صفائی دیتی ہوں چائے پینے کے بعد اگر چائے نہ پی تو میرے سر میں درد ہو جائے گا اور پھر مجھ سے کوئی کام نہیں ہو گا۔_____ایمان نے ڈرتے ہوئے کہا۔

پیچھے سے شاہ میر بھی آگیا۔اس نے سن لیا۔

کوئی ضرورت نہیں ہے چائے پینے کی صفائی کرو۔____اس کی دوسری نند عافیہ بولی۔

شاہ میر آرام سے چلتا ہوا باہر چارپائی پر آکر بیٹھ گیا۔

اس نے ایک نظر ایمان پر ڈالی۔

وہ اب گلابی کاٹن کا سوٹ پہن ہوئے تھی۔چہرے پر میک اپ کے مٹے مٹے اثرات تھے۔سیاہ لمبے بال ایک شانے کو جھول رہے تھے۔شاہ میر اک پل کو کھو سا گیا۔

اس کی سب سے خاص بات اس کی گھنی پلکیں تھی جو اوپر کو مڑی ہوئی تھیں۔اس کی

جھیل سی آنکھیں اور گھنی پلکیں اس کے چہرے کا سب سے نوٹ کیا جانے والا حصہ تھیں۔

دے دو چائے اسے۔۔۔______شاہ میر نے کہا تو ایمان حیران ہوئی۔

شاہ میر کی بات پر ایمان نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ اس کے لئے نرم پڑ گیا ہے وہ تو سوچتی تھی کہ وہ اسے چائے بھی پینے نہیں دیگا۔

اس کی چھوٹی نند عافیہ نے اسے چائے کی پیالی دی وہ بیٹھ کر پینے لگی۔وہ چارپائی پر بیٹھی ہوئی تھی۔شاہ میر اسے ہی دیکھ رہا تھا۔چائے پینے کے بعد شاہ میر گھر سے باہر نکل گیا اور سارا دن باھر ہی رہا۔

یہ اس کے روز کا معمول تھا وہ صرف کھانے اور سونے کے لئے ہی گھر آتا تھا۔بعض اوقات تو کھانا بھی باہر کسی دوست کے گھر کھالیا کرتا تھا اور ڈیرے پر ہی سو جایا کرتا تھا۔

لیکن آج نہ جانے کون سی کشش شام کو جلدی اسے گھر لے آئی۔گاؤں میں کھانا جلدی

بن جاتا تھا اس لیے مغرب تک سب کھانا کھا کر فارغ ہو چکے ہوتے تھے اور جلدی سو جایا کرتے تھے۔

لیکن آج کل موبائل اور انٹرنیٹ کا دور تھا۔گاؤں کے لڑکے ساری ساری رات موبائل میں نیٹ چلاتے تھے۔اس لیے وہ اب دیر سے سونے لگے تھے۔

شامیر بھی ساری ساری رات ڈیرے پر دوستوں کے ساتھ بیٹھا رہتا اور دیر تک موبائل میں انٹرنیٹ چلاتا۔۔رات کا کھانا کھاتے ہی وہ نکل جاتا اور پھر بہت دیر سے گھر آتا تھا۔

آج بھی وہ کھانا کھانے کے لئے آیا اس کا غصہ قدر کم تھا آج۔یا پھر شائد یہ ایمان کے حسن کا اثر تھا جس سے متاثر ہوئے بغیر وہ نہیں رہ سکا۔

کھانا کھانے کے بعد وہ اپنے کمرے میں آیا۔پھر کچھ سوچ کر ایمان کے پاس گیا جو دوسرے کمرے میں چارپائی پر اکیلے بیٹھی ہوئی کچھ سوچ رہی تھی۔

میرے کمرے میں آؤ۔______شاہ میر نے ایمان کو کہا اور اپنے کمرے میں چلا گیا

ایمان کی تو جیسے سن کر جان ہی نکل گئی۔

وہ کمرے کی طرف بڑھنے لگی اس کے قدم من من کے ہو رہے تھے۔وہ سوچ رہی تھی نہ جانے کیا بات ہے کہیں وہ سے پھر سے مارنے نہ لگ جائے اسے۔

وہ کمرے کے اندر آئی جہاں شاہ میر الماری میں کچھ ڈھونڈ رہا تھا۔اسے دیکھ کر وہ اس کے قریب آیا اور دروازہ بند کیا کنڈی لگا دی۔

ایمان حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

شاہ میر اس کے بالکل قریب آ کر کھڑا ہو گیا اور اس کے نقوش دیکھنے لگا۔اس کی پلکیں جھکی ہوئی تھیں اور بہت گھنی اور خوبصورت تھیں۔لیکن خوف کے مارے اس کی پلکیں بھی لرزتی رہی تھیں۔پھر شامیر کی نظر اس کے بالوں پر گئی جو ایک شانے کو ڈھلکے ہوئے تھے۔اس کے بال بہت خوبصورت اور لمبے تھے۔شاہ میر نے اس کے آگے کی ایک لٹ اپنے ہاتھوں میں لی تو اس نے نظر اٹھا کر شاہ میر کو دیکھا۔

ایمان حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی سوچ رہی تھی کہ کیا وہ نرم پڑ رہا ہے؟وہ خوفزدہ تو بہت تھی لیکن اندر اندر اسے اطمینان بھی آ رہا تھا۔شامیر شاید اسے بیوی کے روپ میں قبول کرنے لگا ہے۔

شاہ میر میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے بیڈ تک لے آیا اسے بٹھایا اور اسے دیکھنے لگا۔اس نے اپنی زندگی میں اتنی حسین لڑکی نہیں دیکھی تھی۔لڑکی بھی وہ جو اُس کے لیے جائز تھی۔

حسین تو بہت ہو۔____شاہ میر نے اس کی آنکھوں میں جھانک کر کہا۔ایمان روایتی بیوی کی طرح دل ہی دل میں اس تعریف پر خوش ہوئی تھی۔

اس کی پلکیں ابھی بھی جھکی ہوئی تھی اور شاہ میر بس اس کے حسن میں حیران ہو کر رہ گیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پڑھی لکھی ہو؟____شاہ میر نے پوچھا تو ایمان نے اثبات میں سر ہلایا۔

کتنا؟____اس نے اگلا سوال کیا۔

گریجویٹ ہوں پرائیوٹ بی اے کیا ہے۔____ایمان لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

شہر میں رہتی تھیں؟____شاہ میر نے پوچھا۔

شہر میں چھوٹی سی کالونی تھی وہاں پر۔وہاں کے مقامی اسکول اور کالج سے تعلیم حاصل کی۔_____ایمان نے بتایا وہ اب قدرے پر سکون تھی۔

کل جو ہوا اس کے لیے معافی چاہتا ہوں۔بس غصہ آ گیا تھا۔____ شامیر نے کہا تو وہ حیران ہوئی اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ اپنی غلطی تسلیم کر رہا ہے اسے معافی بھی مانگ رہا ہے۔

کوئی بات نہیں۔____ ایمان نے کہا۔

غصّہ تو ابھی بھی اس کے دل میں بہت تھا۔ لیکن اس نے ابھی اپنا غصّہ ایک طرف رکھ دیا تھا۔ ہر مرد کی طرح وہ بھی ایک عورت کے حسن پر فدا ہونے لگا تھا۔ حسن ایک واحد ہتھیار تھا ایمان کے پاس۔

شاہ میر نے اسے اپنے حصار میں لیا کہ اچانک اس کا فون بجا۔

کہاں ہے یار یہاں پر محفل جمی ہوئی ہے؟ ہم سب دوستوں نے چائے بنائی ہے انٹرنیٹ بھی چل رہا ہے آ جاؤ گپ شپ لگاتے ہیں بہت مزہ ہے آگ بھی جلائی ہوئی ہے.____ آگے سے اُسکے دوست قاسم نے کہا۔

شاہ میر نے ایک نظر ایمان کو دیکھا۔اور سوچ میں پڑ گیا۔

تم لوگ انجوائے کرو میں آج نہیں آ سکتا۔____ شاہ میر بولا۔

اگر آج نہیں آئے نہ تو بس ہماری دوستی ختم پھر کبھی مت آنا۔______ قاسم نے کہا۔

اچھا اچھا ٹھیک آتا ہوں۔____ شاہ میر نے کہا اور آٹھ کھڑا ہوا۔ایمان نے اسے دیکھا۔

میں تھوڑی دیر میں آتا ہوں۔____ وہ کہتا ہوا باہر نکل گیا۔ایمان نے لمبی سانس لی۔

شاہ میر کے جانے کے بعد وہ اٹھی اور آئینے میں اپنا سراپا دیکھا۔پھر ایک دم سے اس نے اپنے بکھرے بال بنائے۔اپنا حلیہ درست کیا۔صبح والا میلہ کچیلہ لباس تبدیل کیا جو کہ سارا دن کام کرنے اور کپڑے دھونے کی وجہ سے میلہ ہو گیا تھا۔میک اپ کی اسے کوئی ضرورت ہی نہیں تھی۔پھر بھی اُسنے ہلکا سا میک اپ کیا۔

اور مطمئن تھی کہ شاہ میر اس کا ہونے والا ہے۔اس نے سوچا کہ وہ ساری زندگی شاہ میر کی خدمتیں کرے گی اسے اپنا بنا لے گی۔اس کو اتنی محبت دیگی کہ وہ ساری نفرت بھول کر اس سے محبت کرنے لگے گا۔اور پھر اس کی زندگی جنت بن جائے گی۔

لیکن یہ نہیں معلوم تھا کہ اس کی زندگی اب پھر سے جہنم بھرنے والی ہے۔

شاہ میر ڈیرے پر آیا جہاں سردی کی وجہ سے اس کے دوست آگ جلا کر بیٹھے ہوئے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھے اور چائے کی کیتلی آگ میں اوپر رکھی ہوئی تھی۔

یہ گاؤں کا عام ڈیرا نہیں تھا یہ لڑکوں نے اپنے لیے خاص ڈیرہ بنایا تھا جہاں پر صرف یہ لڑکے ہی رات گزارتے تھے۔

آگیا آگیا ہمارا یار۔____ قاسم نے اسے دیکھ کر دور سے آواز لگائی۔وہ آکر سب کے ساتھ بیٹھ گیا۔

بڑی زبردست چائے بنائی ہے آج۔____ حامد نے کہا۔

ویسے یہ بتا تو آج رہ کہاں گیا تھا؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ اپنے بھائی کے قاتل کی بہن کے پاس چلا گیا تھا؟____ قاسم نے کہا تو شاہ میر نے ان سے نظریں چرائیں۔

دیکھا دیکھا یہ نظریں چرا رہا ہے اس کا مطلب یہ اپنی نئی نویلی دلہن کے پاس تھا۔____ فرید نے کہا۔

کیا یہ سچ ہے شاہ میر؟____ قاسم نے پوچھا تو شاہ میر نے اثبات میں سر ہلایا۔

شاباش میرے دوست شاباش۔۔۔واہ واہ۔۔کیا بدلہ لیا ہے اپنے بھائی کا۔۔ایک رات میں اپنے بھائی کا خون بھول گیا۔تُجھ جیسے بہادر لڑکے سے یہ توقع نہیں تھی کے ایک

لڑکی کے حسن کے آگے ایک دن میں ہار مان جائیگا۔۔تو بھی نکلا ناوہی کمزور مرد۔۔۔

______قاسم نے غصے سے کہا۔

ایسی بات نہیں ہے۔۔۔میں تو بس۔۔______شاہ میر نے بہانہ بنایا۔

بات یہ ہے کہ تم تو بس اس کے حسن پر فدا ہو گئے اور سب کچھ بھول گئے لیکن میں تمہیں ایک بات یاد دلانا چاہوں گا.____قاسم نے کہا۔

کونسی بات؟____شاہ میر نے کہا۔

دیکھ میرے بھائی۔ان لوگوں نے ایک دم سے خون بہا میں پیسے دینے کی بجائے اپنی بیٹی دے دی۔آخر کوئی تو چکر ضرور ہے۔یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس لڑکی کا کہیں پہلے ہی کسی کے ساتھ چکر تھا۔اور پھر بدنامی کے خوف سے انہیں موقع مل گیا اپنی عزت بچانے کا اور تیرے سر پر تھونپ دیا اسے۔ورنہ مجھے بتاؤ کون اپنی بیٹی اس طرح سے اتنی آسانی سے دیکھ سکتا ہے کسی کو؟لوگ تو اپنا سر کٹانے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں اپنی بہنوں کی عزت بچانے کے لیے۔لیکن یہ کیسے باپ اور بھائی تھے جنہوں نے اپنی جان بچانے کے لیے اپنی بہن کی قربانی دے دی؟یقین بے غیرت لوگ ہیں۔ایسا نہ ہو کہ وہ کسی اور کا گناہ تیرے سر پر ڈال رہے ہوں۔پہلے اس لڑکی کا کردار تو چیک کر لو۔کہیں

ایسا نہ ہو کہ کسی اور کا گناہ تجھے پالنا پڑ جائے۔ابھی کچھ مہینے اس سے دور رہ۔____ قاسم نے کہا تو وہ سوچ میں پڑ گیا۔

ہاں یار قاسم بالکل ٹھیک کہہ رہا۔تجھے جلد بازی نہیں کرنی چاہیے۔____ حامد نے کہا۔

بات تو صحیح ہے تمہاری۔____ شاہ میر بولا۔

چل آگے احتیاط کرنا۔۔یہ لے چائے پی۔____ حامد نے چائے کی پیالی بھر کر اس کی طرف بڑھائی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ چائے لیکے پینے لگا۔۔ابھی بھی اس کی آنکھوں کے سامنے ایمان کا چہرہ آ رہا تھا۔

سب دوست باتوں میں مشغول ہو گئے.ادھر کی باتیں کرنے لگے. لیکن شاہ میر آج کہیں کھویا کھویا لگ رہا تھا.اسے دوستوں کی یہ محفل ہمیشہ سے اچھی لگتی تھی اور اس کا یہاں سے اٹھنے کو بھی دل نہیں کرتا تھا. لیکن پتہ نہیں کیوں آج اس کا اس محفل میں دل نہیں لگ رہا تھا. شاید وجہ ایمان تھی. جو اس کے انتظار میں بیٹھی تھی. وہ اس سے ... کہہ کر آیا تھا کہ تھوڑی دیر میں آتا ہوں

ایمان اس کا انتظار کرتے کرتے یوں ہی بیڈ پر سو گئی۔وہ دیر سے واپس آیا۔دروازہ کھلنے کی آواز پر ایمان ایک دم سے جاگ اٹھی اور اٹھ کر سیدھی بیٹھ گئی۔شامیر نے دیکھا اس نے اپنا لباس تبدیل کیا ہوا ہے اور میک اپ بھی۔وہ پہلے سے زیادہ حسین لگ رہی تھی۔پھر اچانک شاہ میر کو قاسم کی باتیں یاد آئیں۔

تم دوسرے کمرے میں جا کر سو جاؤ مجھے نیند آرہی ہے۔____اس نے ایمان سے کہا اور بتی بجھا کر بیڈ پر لیٹ گیا اور کمبل اپنے اوپر تان دی۔

ایمان اب اندھیرے کمرے میں حیرت زدہ بیٹھی ہوئی تھی۔

ایمان مایوس ہو کر دوسرے کمرے میں چلی گئی۔ایک امید جو اس کے دل میں تھوڑی دیر پہلے جاگی تھی کہ اس کا گھر صحیح سے بس جانے والا ہے وہ امید ٹوٹ گئی تھی۔

وہ چپ چاپ اٹھ کر چارپائی پر لیٹ گئی اب اس کے آنسو اس کے گالوں پر رواں تھے۔

پتا نہیں تھوڑی دیر میں کیا ہو گیا کیا باہر کسی نے کچھ کہہ دیا ان کو جو اس طرح سے ایک دم بدل گئے۔____ایمان نے خود سے کہا۔

ونی میں آئی ہوئی لڑکی کو اتنے خواب نہیں دیکھنے چاہیے شاید۔____ وہ پھر بولی۔

وہ سوچتے سوچتے اور آنسو بہاتے بہاتے سو گئی۔ صبح کی پہلی کرن اس کمرے کی کھڑکی سے اندر داخل ہوئی تو اس کی آنکھ کھلی۔ وہ چپ چاپ سے اٹھ گئی اور باہر آئی۔ باہر ایک ہی جگہ تھی جہاں پر پانی والا نلکا لگا ہوا تھا۔ ہر کوئی وہاں پر ہی منہ دھوتا تھا۔ اسی جگہ کو نہانے کے لیے بھی استعمال کیا جاتا تھا۔ نلکے کے ساتھ ایک پانی کا موٹر بھی لگا ہوا تھا۔ لیکن پانی کی موٹر کو صرف نہانے کے لئے اور پھولوں کو پانی دینے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا باقی منہ دھونے کے لیے یا نماز کیلئے وضو کرنے کے لیے نلکا ہی استعمال ہوتا تھا۔ نلکے کے چاروں اطراف میں دیوار بنی ہوئی تھی۔ اور دروازے کی سائز کا حصہ کھلا ہوا تھا۔ جہاں پر چادر ٹنگی ہوئی تھی۔

وہ وہاں تک آئی تو شاہ میر بھی جاگ گیا اور وہ بھی وہاں منہ دھونے کے لیے آیا۔ اس نے دیکھا ایمان پہلے سے کھڑی وہاں منہ پر پانی کے چھینٹے مار رہی ہے۔ دوستوں کی باتوں کی وجہ سے اس کا دل ایمان سے ایک دم سے ہی اچاٹ ہو گیا تھا اور طبیعت میں بے زاری واضح دکھائی دے رہی تھی۔

ایمان نے اسے دیکھا تو پانی گرانا شروع کیا تھا کہ وہ منہ دھو سکے۔

ہٹو میں خود کر لونگا۔____شاہ میر نے غصے سے کہا تو ایمان وہاں سے چلی گئی۔

پھر وہ مٹی سے بنے چولہے کے قریب آئی جہاں چائے رکھی ہوئی تھی۔باقی سب بھی وہاں بیٹھ کے چائے پی رہے تھے۔چائے پینے کے بعد ایمان نے جھاڑو اٹھایا اور صفائی شروع کی۔اسے معلوم تھا کہ اس کو یہ کام کرنے کے لیے کہا جائے گا اسی لیے اس نے کسی کے کہنے سے پہلے ہی جھاڑو اٹھالیا۔

شاہ میر چائے پینے کے بعد باہر نکل گیا تو ایمان کو مایوسی ہوئی۔

لڑکی اب جھاڑو کی جان چھوڑ بھی دو اور آٹا گوندھو پراٹھے پکاؤ۔____اس کی ساس نے کہا۔

اس نے جھاڑو رکھ دیا اور آٹا گوندھنے کے لیے سامان اکٹھا کیا۔گاؤں میں سویرے ہیں کھانا کھایا جاتا تھا اس لیے سویرے ہی دوپہر کے کھانے کی تیاری شروع کر دیتے تھے۔

ایمان نے لکڑیاں توڑ کر آگ جلائی۔وہ گاؤں میں رہ چکی تھی اس لیے اس سے گاؤں کے سارے کام آتے تھے۔پراٹھے پکانے کے بعد وہ اٹھی تو اس کے کمر میں بہت درد ہونے لگا۔ایک تو جھاڑو دی اوپر سے اتنی روٹیاں پکائیں۔اس کی دونوں نند سیر سا پٹوں

میں نکل گئیں۔۔ کبھی اس کے گھر کبھی اس کے گھر ان دونوں کی کام سے چھٹی ہو چکی تھی۔

ایمان تھکن کی وجہ سے ہلکان ہو گئی اور کمرے میں جا کر لیٹ گئی چار پائی پر۔

یہ لوگ اچھے خاصے زمیندار تھے ان کا گھر بھی بڑا اور پکا تھا۔ گھر میں کافی کمرے تھے فرش بھی لگی ہوئی تھی اور رنگ وروغن بھی تھا۔ گھر تھوڑا شہر کا سا تاثر دے رہا تھا۔ بہت خوبصورت پھول دیوار کے ساتھ لگے ہوئے تھے۔ سولر سسٹم کی تمام تر سہولیات گھر میں موجود تھیں۔

اماں میرا کھانا کدھر ہے؟____شاہ میر نے آواز لگائی۔ ایمان ایک دم سے کھڑی ہوئی اور باہر آئی اس نے شاہ میر کا کھانا سنبھال کر رکھا ہوا تھا۔ اس نے کھانا شاہ میر کے آگے رکھا۔

شاہ میر نے چپ چاپ کھانا کھایا اور پھر سے باہر نکل گیا۔ ایمان نے بھی اپنا کھانا کھایا اور دوپہر کی نیند سو گئی۔

شاہ میر حسب معمول اپنے دوستوں کے ساتھ اپنے خاص ڈیرے پر بیٹھا ہوا تھا۔اس کے دوستوں کا مقصد آپ صرف ایمان کو ڈسکس کرنا تھا۔ حقیقت میں اس کے سارے دوستوں کو ایمان میں بہت زیادہ دلچسپی تھی۔وہ بہانے بہانے سے ایمان کے بارے میں پوچھتے تھے شاہ میر سے۔ان سب نے سن رکھا تھا کہ خون بہا میں آنے والی لڑکی بہت حسین ہے وہ سب اسے دیکھنا چاہتے تھے لیکن شاہ میر کی غیرت کی وجہ سے چپ تھے۔

شاہ میر کے گھر کے سامنے سے کوئی بھی لڑکا گزر نہیں سکتا تھا وہ اس قدر سخت تھا۔اگر کوئی بھولے بھٹکے سے اس کے گھر کے سامنے آکر کھڑا ہو جائے تو شاہ میر بنا کوئی لحاظ کیئے مار مار کر اس کی درگت بنا دیتا تھا۔

یار سنا ہے تیری بیوی شہر میں بھی رہتی تھی۔____حامد نے موضوع چھیڑا۔

ہاں۔____موبائل پر گیم کھیلتے ہوئے شاہ میر نے مختصر سا جواب دیا۔

پھر تو ضرور تیری بیوی کے پاس موبائل بھی ہو گا۔____قاسم نے کہا۔

پتا نہیں میں نے نہیں دیکھا اسے آئے ہوئے دو دن ہی ہوئے ہیں میں نے زیادہ غور

نہیں کیا۔____شاہ میر نے موبائل سے سر اٹھائے بغیر ہی جواب دیا۔

یہ جو شہر کی لڑکیاں ہوتی ہے نہ ان کے پاس موبائل بھی ہوتا ہے اور موبائل میں ان کے بڑے چکر بھی ہوتے ہیں۔ تو دھیان رکھنا اس بات کا۔ اگر کوئی رانگ نمبر سے کال وغیرہ آئے اور بات نہ کرے تو سمجھ جانا کی اس کا کوئی پرانا عاشق بھی ہو سکتا ہے۔_____حامد نے کہا تو شاہ میر نے اسے غصے سے گھورا۔

زبان سنبھال کر بات کرو ذرا۔ دوست ہو اس کا مطلب یہ نہیں کہ کچھ بھی بول دو۔____شاہ میر تھوڑا سخت ہوا۔

ہم تو تیرے بھلے کے لیے کہتے ہیں جو کچھ بھی کہتے ہیں اگر تجھے ہماری باتیں بری لگتی ہیں تو ٹھیک ہے آئندہ کچھ بھی نہیں کہیں گے۔____حامد اور قاسم دونوں کہہ کر اٹھنے لگے تو شاہ میر نے انہیں روک لیا۔

بیٹھ جاؤ۔ ایسے ہی ایک بات کی تھی میں نے ناراض ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔____شاہ میر نے کہا تو وہ دونوں بیٹھ گئے۔

شام کو شاہ میر گھر واپس آیا تو اسے حامد اور قاسم کی باتیں یاد نہیں تھیں۔ لیکن پھر کہیں

سے باہر موبائل کے بجنے کی آواز آرہی تھی اس نے دیکھا تو ایک موبائل پڑا ہوا تھا کمرے میں جہاں ایمان رہتی تھی۔

یہ تمہارا موبائل ہے؟____اس نے ایمان سے پوچھا تو ایمان نے اثبات میں سر ہلایا۔شاہ میر نے کال اٹینڈ کی۔آگے سے اس کی کوئی سہیلی تھی۔شاہ میر نے چپ چاپ موبائل ایمان کے حوالے کر دیا ایمان اپنی سہیلی سے باتیں کرنے لگی۔

اگلے روز پھر ایمان کا موبائل بجا اور بجتا ہی رہا۔شاہ میر نے کال اٹینڈ کی مگر آگے سے کوئی کچھ بول ہی نہیں رہا تھا۔شاہ میر ہیلو ہیلو کرتا رہ گیا۔لیکن آگے سے ہنوز خاموشی تھی۔نمبر بھی سیو نہیں تھا کوئی ان نون نمبر تھا۔پھر شاہ میر کو اپنے دوستوں کی باتیں یاد آئیں۔

کون ہے جو بار بار فون کر رہا ہے اور میں اٹھا رہا ہوں تو بات نہیں کر رہا ہے۔____شاہ میر نے غصے سے ایمان سے پوچھا تو وہ ڈر گئی۔

مجھے نہیں پتہ ضرور کوئی رانگ نمبر ہو گا۔____ایمان نے لرزتی ہوئی آواز میں جواب دیا.

رانگ نمبر کی بچی ضرور تیرا کوئی عاشق ہو گا۔میں اتنا بے غیرت نہیں ہوں کہ یہ سب برداشت کر سکوں۔____شاہ میر نے اس کا فون زور سے دیوار پر مار جو کہ ٹکڑے ٹکڑے ہو چکا تھا اب.

بد کردار۔۔۔اگر ایسی کوئی بات ہوئی تو میں تمہیں جان سے مار دوں گا یاد رکھنا۔____

شاہ میر نے کہہ کر لاتوں اور گھونسوں کی بھر مار کر دی تھی ایمان پر۔

وہ زمین میں ہی پڑی رہی اور مار کھاتی رہی۔

شاہ میر کیا ہو گیا کیوں مار رہے ہو اسے ؟____اس کی چچی سکینہ نے پوچھا اور آگے بڑھ کر ایمان کو اٹھایا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چاچی یہ بد کردار لڑکی ہے۔کوئی اس سے بار بار فون کر رہا تھا اور میں اٹھا رہا تھا تو آگے سے خاموشی تھی۔____شاہ میر نے سرخ چہرے کے ساتھ کہا۔

سکینہ لاجواب ہو گئی۔وہ جانتی تھی گاؤں والی اس معاملے میں بہت غیرت مند ہوتے ہیں۔

تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہو گی ایسی لگتی تو نہیں ہے یہ۔____سکینہ نے ایمان کی

طرف دیکھ کر کہا جو مار کھانے سے بے حال ہو چکی تھی۔شور سن کر گھر کے باقی افراد بھی جمع ہو گئے۔

مجھے کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی ہے چاچی۔یہ شہر میں رہتی تھی اور اس کے پاس موبائل بھی تھا۔شہر میں رہنے والی لڑکیوں کے موبائل میں بڑے چکر ہوتے ہیں۔______

شاہ میر نے اپنے دوستوں کا پڑھایا ہوا سبق اپنے گھر والوں کو سنایا۔

ایمان اب حیرت سے اپنے شوہر کو دیکھ رہی تھی۔

میں ایسی لڑکی نہیں ہوں۔ایک رانگ نمبر آجانے سے میں بد کردار ثابت نہیں ہو جاتی۔ہزاروں لوگوں کے موبائل میں رانگ نمبر آتے ہیں۔تو کیا وہ سب بد کردار ہوئے؟____ایمان نے روتے ہوئے کہا۔

زبان چلاتی ہے؟____اس کی ساس نے آگے بڑھ کر اس کے بال کھینچے۔

چھوڑدے اماں بہت مار چکا ہوں اسے۔____پتا نہیں کیوں شاہ میر کو اپنی ماں کا اس طرح سے ایمان پر حملہ اچھا نہیں لگا تھا۔

ایمان اپنی جان بچا کر کمرے میں چلی گئی۔اور چار پائی پر لیٹ کر لحاف اپنے اوپر تان

دیا۔وہ بیچاری اپنے لحاف کے اندر کانپ رہی تھی۔

پھر یہ مار کٹائی روز کا معمول بن گئی۔اب چھوٹی چھوٹی باتوں پر شاہ میر اس پر ہاتھ اٹھانے لگا تھا۔انسان جب ایک بار عورت پر ہاتھ اٹھانے کا عادی ہو جائے تو اس کو عادت پڑ جاتی ہے۔شاہ میر کو بھی عادت پڑ چکی تھی۔چائے ٹھنڈی ہو،یاں کھانے میں نمک زیادہ ہو،تان کپڑے استری نہ کیے ہوں۔۔ان سب باتوں پر ایمان ہر آئے دن مار کھاتی تھی۔

کبھی کبھی اسے دیکھ کر شاہ میر کا رویہ بدلنے لگتا تھا۔وہ کی طرف قدم بڑھانا چاہتا تھا۔لیکن اس کے دوستوں نے اسے ایمان کے اس قدر خلاف کر دیا تھا کہ وہ چاہ کر بھی ایمان سے دور تھا۔جو پیار کی حقدار تھی اسے دن رات مارا جا رہا تھا۔

یوں دو ماہ بیت گئے۔

ایمان۔۔۔ایمان۔۔۔____شاہ میر گھر آتے ہی غصے سے چلانے لگا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیاہوا؟____ایمان نے ڈر کر کہا۔

میں نے تم سے کہا تھامیرے مہمان ہی اچھی سی چائے بنانا۔اور تم نے چائے میں چینی کی جگہ نمک ڈال دیا؟میری اتنی تذلیل کرائی مہمانوں کے سامنے۔____شاہ میر کہہ کراسے مارنے کے لئے آگے بڑھااس نے ہاتھ اٹھایا۔ایمان خود کو بچانے کے لیے اپنے دونوں ہاتھ آگے کیے۔

لیکن اس سے پہلے ہی کوئی ایک ہاتھ آگے آیااور اس نے شاہ میر کا ہاتھ زور سے پکڑ لیا۔ایمان جھکی ہوئی تھیں نیچے کی طرف خود کو بچانے کے لیے اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔ایک مردانہ ہاتھ اسے نظر آیا جس نے شاہ میر کا ہاتھ زور سے پکڑا ہوا تھا۔

پھر ایمان کی نظریں اس کے ہاتھ سے ہوتی ہوئی اس شخص کے چہرے تک گئیں۔وہ جو بھی تھا شاہ میر کا ہم عمر تھا۔نیلے رنگ کی جینس پر سیاہ رنگ کی شرٹ پہلے دائیں کاندھے پر بیگ لٹکائے وہ کھڑا تھا۔اس کی گرفت ابھی تک شاہ میر کے ہاتھ میں مضبوطی سے تھی۔وہ دیکھنے میں شہر کا کوئی بہت ہینڈ سم لڑکا لگ رہا تھا۔

شاہ میر عورت پر ہاتھ اٹھانا بزدلوں کا کام ہے۔۔۔تو کب سے اتنا بزدل ہو گیا؟____

ایمان نے اس لڑکے کو کہتے ہوئے سنا تھا۔۔۔

شاہ میر نے ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ نیچے گرا دیا۔

یہ خون بہا میں آئی ہے۔____شاہ میر نے بتایا۔

ہاں پتہ چل گیا تھا مجھے تمہارے اس کارنامے کا۔ کہ تم سب نے ایک لڑکی کو فرسودہ رسومات کی بھینٹ چڑھا دیا۔اور اب نوبت یہاں تک آگئی ہے کہ بے قصور پر ہاتھ بھی اٹھانے لگے ہو تم۔____اس لڑکے نے کہا تو ایمان حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔

اس کی غلطی تھی میرے مہمان آئے ہوئے تھے۔میں نے اس سے کہا بھی تھا اچھی سی چائے بنانا لیکن اس نے چائے میں چینی کی جگہ نمک ڈال دیا میری کتنی تذلیل ہوئی تو اندازہ نہیں کر سکتے ہو مراد۔____شاہ میر نے کہا۔

پھر بھی اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم عورت ذات پر ہاتھ اٹھاؤ۔ہماری ایسی تربیت تو نہیں کی تھی ہمارے بڑوں نے۔____مراد اسے شرمندہ کئے جا رہا تھا۔

یہ ہم میاں بیوی کے آپس کا معاملہ ہے تم بیچ نا ہی بولو تو اچھا ہے۔____شاہ میر کو کوئی اور راستہ نظر نہیں آیا تو اس نے کہا۔

ٹھیک ہے آپ دونوں کے معاملات آپ ہی جانیں۔میں بہت تھکا ہوا ہوں آرام

کرنے جارہاہوں لمباسفر کر کے آیاہوں۔____مرادنے ایک نظرایمان پر ڈالی اور اندر کمرے میں چلا گیا۔

شاہ میر نے ایمان کی طرف دیکھااور غصے سے باہر نکل گیا۔ایمان حیران تھی کہ یہ شخص کون ہے اس نے پہلے کبھی اسے اس گھر میں نہیں دیکھا تھا۔

مراداپنے کمرے میں چلا گیااور سو گیا دوپہر کا وقت تھا۔شام کوایمان چائے بنارہی تھی کہ اسے مراد کمرے سے نکلتا دکھائی دیا۔وہ نلکے کے پاس گیااور منہ دھونے لگا۔پھر باری باری گھر کے تمام افراد چائے پینے کے لئے وہاں پر جمع ہو گئے۔

گاؤں میں شام کی چائے جلدی ہی بن جاتی تھی۔پھراس کے بعد جلدی سے رات کے کھانے کی تیاری شروع ہوجاتی تھی۔شاہ میر بھی آگیا۔

ارے بیٹامراد تم کب آئے میں نے تو تمہیں دیکھاہی نہیں۔؟____سکینہ نے مراد کو دیکھ کر پوچھاوہ اب چائے پینے کے لئے چارپائی پر بیٹھ چکا تھا۔

دوپہر کو آیا تھاچاچی پھر سو گیا۔ابھی جاگاہوں۔____مرادنے بتایا۔

ایمان چائے بناتے ہوئے سن رہی تھی۔کسی سے پوچھنے کی ہمت تواسے نہیں تھی کہ یہ

شخص کون تھا۔ان کی باتوں سے ہی وہ اندازہ لگا سکتی تھی کہ وہ کون ہے۔

اچھا چلو اچھی بات ہے۔چھٹیاں ہیں کیا تمہاری؟سکینہ نے پوچھا۔

بس چاچی ڈگری لے کر آیا ہوں۔اب نوکری کے لئے باگ دوڑ شروع کر دوں۔____مراد نے کہا۔

شاہ میر کو بھی سمجھاؤ کہ نوکری کرے۔دن رات اپنے آوارہ دوستوں کے ساتھ ہوتا ہے۔وہ سب خود تو کسی کام کے نہیں ہے اس کو بھی بگاڑ دیا۔_____شاہ میر کی ماں ساجدہ نے کہا۔تو شاہ میر نے غصے سے اپنی ماں کو دیکھا۔

اماں گھر میں بیٹھنے دو گی یا نہیں؟جب بھی آتا ہوں میرے دوستوں کی برائی شروع کر دیتی ہو.اور میری اچھی خاصی زمینیں ہیں ان سے آمدنی آجاتی ہے مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے نوکری کرنے کی.____شاہ میر نے مراد کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

میری طرف ایسے مت دیکھو میں نے کچھ نہیں کہا۔تمہاری مرضی نوکری کرو یا زمینداری کرو۔_____مراد نے شاہ میر سے کہا۔

چائے تیار ہو گئی تھی۔صفیہ اٹھی اور پیالیوں میں چائے بھر کے سب کو پیش کرنے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لگی۔

پہلے ایمان کو لگا کے مراد شاید سکینہ چاچی کا بیٹا ہے۔ لیکن جب اس نے سکینہ کو چاچی کے کر پکارا تو اس کی غلط فہمی دور ہو گئی۔ وہ سکینہ اور ساجدہ دونوں کو چاچی کے کر بلا رہا تھا۔

سکینہ بیوہ تھی۔ اُسکا ایک بیٹا تھا ضمیر۔ ساجدہ کے تین بیٹے تھے۔ شاہ میر، فرید اور رشید۔ منجھلا بیٹا فرید جو کے اٹھارہ سال کا تھا۔ کرکٹ کھیلتے ہوئے لڑکوں کے ساتھ لڑائی ہوئی۔ اس کھیل میں ایمان کا بھائی حیدر بھی شامل تھا۔ ایمان کا بھائی بیس سال کا تھا۔ لڑکوں میں ہاتھا پائی شروع ہوئی۔ سب نے ڈنڈے اٹھائے اور ایک دوسرے کو مارنا شروع کر دیا۔ حیدر نے زور سے ڈنڈا فرید کے سر پر مارا جس پر وہ موقع پر ہی جاں بحق ہو گیا۔ اور جرگے کے فیصلے کے مطابق حیدر کی بہن خون بہا میں آ گئی۔ یہ معاملہ تو سال تک چلتا رہا پھر یہی خون بہا والا فیصلہ ہوا۔

شاہ میر اور مراد ہم عمر تھے دونوں پچیس سال کے تھے۔ دونوں چچازاد تھے۔ مراد کے والدین فوت ہو چکی تھے۔ اس کی بات تو اسے جنم دیتے ہی چلی گئی۔ پھر اس کے والد بھی موذی مرض کی وجہ سے وفات پا گئے۔

یہ سب لوگ مل کر اسی گھر میں رہتے تھے۔

مراد زندگی میں آگے بڑھنا چاہتا تھا وہ سمجھ دار تھا۔ مگر شاہ میرے دوستوں کی باتوں میں آکر ناکارہ گھر پر بیٹھا ہوا تھا۔اس کے دوستوں سے پیسہ نکالتے تھے اسے خوب لوٹتے تھے کھاتے پیتے تھے اس کے پیسے سے۔ شاہ میر کی آنکھوں میں دوستوں کی پٹی بندھی ہوئی تھی۔

تھوڑی ہی دیر میں ایمان کو سمجھ گیا تھا کہ شاہ میر اور مراد چچازاد ہیں۔ مراد شہر میں پڑھتا تھا اور اب ڈگری لے کر واپس آیا ہے۔اور آگے نوکری کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

لڑکی اب چائے کی جان چھوڑو اور رات کے کھانے کا سامان جمع کرو۔____ ساجدہ نے اسے اپنے خیالوں میں گم دیکھا تو کہا۔

ایمان اٹھی اور آٹا گوندھنے کے لیے سامان اکٹھا کیا۔پہلے وہ آٹا گوندھ کر رکھ دیتی تھی پھر لکڑیاں لا کر رکھ دی تھیں پھر سالن کی تیاری کر تیزی سالن بنانے کے بعد وہ روٹیاں پکاتی تھی۔

یہ سب کرتے ہوئے وہ اتنا تھک جاتی تھی کہ اس میں مزید کوئی اور کام کرنے کی ہمت

ہی نہیں ہوتی تھی۔ لیکن یا اس کا کوئی غمگسار نہیں تھا کوئی اس کا خیال رکھنے والا نہیں تھا نہ ہی تو میک سے کوئی امید تھی اس لئے وہ اب چپ چاپ گھر کا سارا کام کرتی تھی۔ جس کی وجہ سے وہ دن بدن کمزور ہوتی جا رہی تھی۔

کام وہ اپنے باپ کے گھر میں بھی خوب کر دی تھی اس کی سوتیلی ماں سے بہت کام کرواتی تھی۔ لیکن وہاں پھر بھی تھوڑا بہت وقت آرام کر مل جاتا تھا لیکن یہاں تو بس کام ہی کام تھا اس کی جان ہلکان ہو گئی تھی مگر وہ کسی سے کچھ کہہ بھی نہیں سکتی تھی۔ تھوڑا بہت سکینہ اس پر ترس کھالیا کرتی تھی اور اس کی مدد کرا دیا کرتی تھی ہلکا پھلکا کاموں میں۔ اگر سبزی بنانی ہو تو سکینہ سبزیاں کاٹ دیا کرتی تھیں اور ایمان جب تک آٹا گوندھتی تھی۔ لیکن ساجدہ اور شامیر کے خوف سے سکینہ زیادہ اس کی مدد نہیں کر پاتی تھی۔

ساجدہ نے سختی سے کہا تو مراد نے ایمان کی طرف دیکھا۔ وہ مرجھایا ہوا ایک پھول لگ رہی تھی۔ ایمان نے ایک نظر مراد کو دیکھا۔ اسی بہت شرمندگی محسوس ہو رہی تھی۔ صبح جو کچھ بھی ہوا وہ اس کی وجہ سے شرمندہ تھی۔

مراد اٹھا اور نماز کیلئے وضو کرنے چلا گیا۔ وضو کر کے وہ آیا تو اس کے بازوؤں اور چہرے

سے پانی ٹپک رہا تھا۔وہ بہت ہی خوبصورت نوجوان تھا۔اس کی ہلکی سی داڑھی تھی جو سے مزید پرکشش بنا رہی تھی۔گالوں کی ہڈیاں ابھری ہوئی تھیں۔وہ باہر ٹانگیں تو لیے سے ہاتھ منہ پونچنے لگا۔وہ آستین فولڈ کیا ہوا تھا جس کی وجہ سے اس کے بازو نمایاں تھے بے شک وہ مردانہ وجاہت کا شاہکار تھا۔

وہ عصر کی نماز پڑھنے کے لئے مسجد کی طرف روانہ ہو گیا۔

رات کے کھانے میں ساگ بنا جس کو کھانے کے بعد ایمان کی طبیعت خراب ہو گئی۔وہ معدے کی مریض تھیں ساگ اس کو سوٹ نہیں کرتی تھی۔

کھانا کھانے کے تھوڑی دیر بعد ہی اس نے الٹیاں شروع کر دیں۔سب نے دیکھا وہ بہت برے طریقے سے الٹیاں کر رہی تھی۔شاہ میر نے اسے دیکھا۔اس کا دل کیا وہ اس کی طبعیت پوچھے لیکن پھر اس کی انا آڑے آگئی اور وہاں سے چلا گیا۔

کیا ہوا بیٹی طبیعت تو ٹھیک ہے تمہاری؟____ساجدہ سے نظر بچا کر سکینہ نے پوچھا۔

نہیں چاچی ٹھیک نہیں لگ رہی ہے ساگ کھا لیا تھا شاید اس وجہ سے طبیعت بگڑ

گئی۔____اس نے بے حال ہو کر کہا اور چارپائی پر بیٹھ گئی۔

مراد سامنے ہی بیٹھا ہوا تھا۔وہ کمرے کے اندر گئے اور اپنے بیگ سے معدے کے درد کی ایک گولی نکالی۔پھر سکینہ کو کمرے میں بلایا۔

جو جئے گولی ان کو دے دیں۔معدے کے درد کے لیے فائدہ مند ہے۔____مراد کو ایمان پر ترس آ گیا۔شاہ میر نے تو اسے پوچھا تک نہیں۔

بیٹا یہ گولی کھا لو مراد نے دی ہے وہ کہہ رہا ہے معدے کے درد کے لیے فائدے مند۔____سکینہ نے اسے گولی دی تو اس نے کھا لی۔

سنو ایمان کہیں تم حاملہ تو نہیں ہو؟____سکینہ نے آہستہ آواز میں پوچھا تو ایمان نے چونک کر ان کی طرف دیکھا اور نفی میں سر ہلایا۔اپنے کمرے میں چلی گئی اور نڈھال ہو کر چارپائی پر لیٹ گئی۔

موسم نے کروٹ بدلی تھی اب موسم گرما کی آمد آمد تھی۔اس لیے شاہ میر اور اس کے دوست ڈیرے پر آگ نہیں جلاتے تھے اب۔بلکہ رات ہوتے ہی ٹھنڈی ہوا شروع

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہو جاتی تھی ہلکی سی جو کے بھلی لگتی تھی۔

وہ سب چار پائیاں ڈال کر وہاں پر بیٹھے ہوتے تھے اور باتیں کرتے تھے مگر آج شامیر کچھ اداس سا تھا۔

کیا بات ہے شاہ میر ؟ کن سوچوں میں گم بیٹھا ہوا ہے آج ؟____ قاسم نے کہا۔

کچھ نہیں یار بس تیری بھابھی کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ سوچ رہا ہوں اسے ڈاکٹر کے پاس لے جاؤ کل۔____ شاہ میر نے کہا۔

کیوں کیا ہوا بھابھی کو؟____ حامد نے پوچھا۔

پتا نہیں یار بہت الٹیاں کر رہی تھی۔ بہت بے حال لگ رہی تھی۔____ شاہ میر واقعی تھوڑا پریشان ہوا۔

کیا؟ الٹیاں؟ اس کا مطلب ہے تو باپ بننے والا ہے؟____ قاسم نے چونک کر کہا۔

نہیں یار ایسی کوئی بات نہیں۔___ شاہ میر بولا۔

لیکن الٹیاں تو ن شادی شدہ لڑکی تب ہی کرتی ہے جب وہ ماں بننے والی ہوتی ہے۔ پھر اس کو چکر بھی آنے لگتے ہیں۔۔۔ کہیں ہمارا شک صحیح تو نہیں ہے؟ کہ تیری بیوی کا

کسی اور کے ساتھ چکر...____قاسم نے کہا تو شاہ میر غصے سے کھڑا ہوا۔

بس کر دو تم لوگ بہت برداشت کر لیا ہے میں نے بد تمیزی کی بھی کی کوئی حد ہوتی ہے۔جو منہ میں آتا ہے بول دیتے ہو اول فول۔ذرا تمیز نہیں ہے تم لوگوں کو بات کرنے کی۔میں کیا بے غیرت ہوں جو تم لوگوں کی اتنی گھٹیا باتیں سنو؟____شاہ میر دھاڑا۔

نہیں تو تو بے غیرت نہیں ہے بس ہم ہی بے غیرت ہیں۔پتہ نہیں کیسی لڑکی سے شادی کر لی ہے۔لے جاؤ ڈاکٹر کے پاس سب دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔میں نے کہا تھا نہ کہ کسی اور کا گناہ تیرے سر پر تھونپ دیں گے اور وہی لگتا ہے ہو گیا ہے۔____قاسم بھی غصے سے کھڑا ہو گیا۔

شاہ میر۔۔۔دیکھو اس میں غصہ کرنے والی کوئی بات نہیں ہے۔قاسم صحیح کہہ رہا۔تمہیں ایک بار تصدیق ضرور کرنی چاہیے یہ عزت کا معاملہ ہے۔اگر یہ بات سچ ہے تو تم اسے گھر سے نکال دو۔اور اگر یہ جھوٹ ہے تو پھر ہم تم سے معافی مانگ لیں گے۔لیکن سچائی کو جاننا بہت ضروری ہے۔_____حامد نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر آرام سے سمجھایا۔

شاہ میر تیزی سے وہاں سے نکل گیا اور گھر آیا۔

ایمان۔۔۔ایمان۔۔۔وہ اتنی زور سے چلا کہ تمام گھر والے جمع ہو گئے جیسے کوئی قیامت آگئی ہو۔

مراد جو اوپر چارپائی پر لیٹا ہوا ہوا کھا رہا تھا وہ بھی چھت سے جھانکنے لگا۔۔۔

شاہ میر ایمان کے کمرے میں گیا۔۔ایمان بے حال ہو کر وہاں لیٹی ہوئی تھی۔ گولی کھانے کی وجہ سے اس کی الٹیاں رک گئی تھیں۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شاہ میر نے اسے ہاتھ سے کھینچ کر اٹھایا۔اور گھسیٹتا ہوا اسے باہر تک لایا۔

بدکردار لڑکی۔مجھے بتاؤ تم کیوں الٹیاں کر رہی تھیں؟____شاہ میر پوری قوّت سے چلایا۔۔۔

بدکردار لڑکی بتاؤ تم کیوں الٹیاں کر رہی تھیں؟____شاہ میر پوری قوت سے جلایا تھا۔

میرے میرے معدے میں تکلیف ہے اس لیے۔____ایمان بولی اس کی حالت غیر ہو رہی تھی خوف کے مارے۔گولی کھانے سے طبیعت تو اسکی کچھ بہتر ہو ہی گئی

تھی۔ لیکن اب شاہ میر کا غصہ دیکھ کر اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔

وہ بیچاری پریشان تھی روز ایک نئی مصیبت اس کے سر پر آجاتی تھی۔ آج تو لگ رہا تھا کے کوئی بہت بڑی بات ہو گئی ہے۔

جھوٹ بول رہی ہو تم ضرورت کسی کا گناہ میرے سر پر تھوپنا چاہتی ہو تم۔_____ شاہ میر نے کہا تو اوپر چھت پر کھڑا ہوا مراد غصے سے نیچے آیا۔

آخر ہوا کیا ہے مجھے بتاؤ تو سہی۔____ ساجدہ نے کہا۔

س

اماں یہ الٹیاں کر رہی تھی اس کو چکر آرہے تھے اس کی طبیعت کیوں ایسی ہو گئی ہے میں سوچ سوچ کر پریشان ہوں.____ شاہ میر نے چیختے ہوئے کہا۔

تو بیٹا ہو سکتا ہے کہ تم باپ بننے والے ہو اس میں اتنا پریشانی والی کونسی بات ہے؟_____ ساجدہ نے کہا۔

یہی تو پریشانی ہے میں نے تو آج تک اسے ہاتھ تک نہیں لگایا۔____ شاہ میر نے کہا تو مراد تیزی سے سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے آیا اپنی آستینیں نے فولڈ کرتا ہوا اس نے آتے ہی

شاہ میر کا گریبان پکڑ لیا۔

تمیز نام کی کوئی چیز ہے یا نہیں تمہارے اندر؟ یہ بہن بیٹیوں والا گھر ہے سوچ سمجھ کر بولا کرو۔اوباش دوستوں کی صحبت میں بات کی تمیز بھی بھول گئے ہو تم۔____ مراد نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا اس کا گریبان پکڑا ہوا تھا۔

شاہ میر کی نظریں صفیہ اور عافیہ پر گئیں۔وہ مراد کا اشارہ سمجھ گیا۔

تم دونوں اندر جاؤ شاہ میر نے اپنی دونوں بہنوں سے کہا۔مراد نے اس کا گریبان چھوڑ دیا۔

ایمان نڈھال ہو کر نیچے زمین پر بیٹھ گئی اس کے پاؤں میں اتنی جان نہیں تھی کہ وہ کھڑی ہو پاتی اس کا دل دہل گیا تھا اس الزام پر۔

مراد نے افسوس سے ایمان کی طرف دیکھا۔جو دونوں پاؤں پر سر جھکائے بیٹھی تھی۔وہ نیچے مٹی میں بیٹھی تھی بے بسی کی مورت بنی ہوئی۔

اماں اس کی وجہ سے میں باہر اتنی گالیاں سن کر آتا ہوں۔آج دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔چلو اٹھو تم ڈاکٹر کے پاس۔۔۔چلو ابھی اسی وقت۔____ شاہ میر نے

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے کھڑا کیا اور اسے گھسیٹتا ہوا موٹر سائیکل کی طرف لے گیا۔

اتنی رات کو کہاں لے جاؤ گے اسے؟ یہ کوئی وقت ہے کہیں جانے کا؟اور علاقہ کے حالات بھی خراب ہیں۔____سکینہ نے کہا۔

چاچی میرا خون کھول رہا ہے مجھے نیند بھی نہیں آئے گی اب۔ میں بے غیرت نہیں ہوں۔____شاہ میر نے کہا۔

تمہاری غیرت کا نظارہ تو کر لیا ہے میں نے۔ مگر اب جو بھی کرنا ہے صبح کرنا یہ کوئی وقت نہیں ہے ایسے کاموں کا.____مراد نے اسے آنکھیں دکھائیں۔

شاہ میر اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔ دونوں کی آنکھیں غصے سے سرخ تھیں اور دونوں ایک دوسرے کو غصے سے دیکھ رہے تھے۔

تم تو آرام سے گھر میں بیٹھے رہتے ہو باتیں مجھے سنی پڑھ رہی ہیں جو مجھ پر گزر رہی ہے تمہارے ساتھ یہ سب کچھ ہوتا تو پوچھتا تم سے۔______شاہ میر نے دبی دبی آواز میں مراد سے کہا۔ اور پھر سے ایمان کا ہاتھ کھینچا اور اسے موٹر سائیکل میں بیٹھنے کو کہا۔

میں اس حالت میں کیسے جا سکتی ہوں؟ مجھے چادر تو پہن لینے دیں۔ ایمان نے روتے

ہوئے کہا اس کا دوپٹا بھی نیچے زمین پر گر گیا تھا۔

پہن آؤ چادر جلدی۔____ شاہ میر نے کہا تو وہ اندر کمرے میں چلی گئی اور اپنی لال رنگ کی چادر اٹھائی جو اس کے جہیز کی تھی۔اس نے چادر اوڑھی اور باہر آ گئی۔

مراد نے اسے دیکھا چاندنی میں اس کا چہرہ صاف دکھائی دے رہا تھا۔ایک پل کو مراد خود بھی سوچ میں پڑ گیا۔کہیں شاہ میر کا لگایا ہوا الزام سچ تو نہیں ثابت ہو جائے گا۔۔۔وہ جانتا ہی کیا تھا اس لڑکی کے متعلق۔۔۔سوائے اس کے کہ وہ ونی میں آئی ہوئی ایک لڑکی ہے۔شاہ میر اس کا شوہر تھا۔اور اگر اس کا شوہر اس کے بارے میں اتنی بڑی بات کر رہا تھا تو ضرور اس نے کچھ دیکھا یا نوٹ کیا ہو گا۔ابھی کچھ بھی کہنا قبل از وقت تھا۔لیکن پھر بھی مراد کو اس معصوم سی لڑکی پر ترس آ رھا تھا۔اس کا دل یہ ماننے کو تیار نہیں تھا کہ یہ معصوم سی لڑکی کوئی گناہ کر سکتی ہے۔وہ اسے بہت پاکیزہ سی لگ رہی تھی۔

ایمان سر جھکائے اپنے آنسو پونچھتی ہوئی موٹر سائیکل پر بیٹھ گئی۔

اس وقت رات کے دس بج رہے تھے۔اور گاؤں کے حساب سے یہ وقت بہت دیر کا تھا۔اس وقت باہر نکلنا خطرے سے خالی نہیں تھا۔ہسپتال تھوڑے سے فاصلے پر تھا۔

موٹر سائیکل اب سڑک پر رواں دواں تھی۔بہت غصیلے تاثرات لیے شاہ میر موٹر سائیکل چلا رہا تھا۔اس کی آنکھیں سرخ تھیں۔۔۔اس کی ذہن میں اس کے دوستوں کی باتیں گونج رہی تھیں۔

وہ سب اس لیے نہیں کر رہا تھا کہ اسے ایمان پر شک تھا۔وہ یہ سب اس لئے کر رہا تھا تا کہ وہ اپنے دوستوں کو بتا سکے کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔اور یہ ثابت کرنے کے لیے اس نے صبح تک انتظار نہیں کیا تھا۔لاشعوری طور پر وہ ایمان کی پاکدامنی ثابت کرنا چاہتا تھا۔لیکن ظاہر ایسے کر رہا تھا جیسے اسے شک ہے۔اسے خود بھی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کر رہا ہے۔

اور پیچھے بیٹھی ہوئی ایمان کن خیالوں میں گم تھی۔اس کی چادر ہوا کی وجہ سے اس کے سر سے سرک گئی تھی جسے دوبارہ سر پر کرنے کی اسے ہمت نہیں تھی۔وہ اپنے حال پر حیران تھی۔

یہ کیسا وقت تھا یہ کیسی قیامت تھی۔۔اور یہ کیسی آزمائش تھی۔۔۔وہ سوچ رہی تھی۔۔۔وہ سچی تھی اس بات کا تو اسے اطمینان تھا لیکن وہ اس الزام پر حواس کھو بیٹھی

تھی۔۔۔

آج تک اس کے ساتھ کچھ خاص اچھا نہیں ہوا تھا۔۔۔ لیکن جو آج اس کے ساتھ ہو رہا تھا وہ بدترین تھا۔ وہ اب تک شاہ میر سے بہت مار کھا چکی تھی۔ لیکن اسے پھر بھی اتنی تکلیف نہیں ہوئی تھی جتنی آج اس الزام پر ہو رہی تھی۔

وہ مار تو اسکے جسم پر لگی تھی جو زخم بھر بھی گئے تھے۔ لیکن اس الزام سے تو اس کی روح تک زخمی ہو گئی تھیں اور اُسے لگ رہا تھا کہ یہ زخم کبھی نہیں بھر سکتے۔

وہ دونوں ہی اپنے ذہنوں میں ایک جنگ لڑ رہے تھے کہ اسپتال آ گیا۔

ایمان اپنی چادر سنبھالتے ہوئے نیچے اتری۔ شاہ میر نے بھی زخمی نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

جب سے یہ لڑکی میرے گھر میں آئی ہے ایک نئی مصیبت شروع ہو گئی ہے۔ اگر یہ ونی میں آئی ہوئی نہ ہوتی تو میں اسے طلاق دلوا کر واپس بھیج دیتی۔ لیکن خون بہا میں آنے والی لڑکی واپس نہیں جا سکتی۔ اس لیے میں اسے یہاں رکھنے پر مجبور ہوں۔ لیکن میں

سوچ رہی ہوں کہ شاہ میر کی دوسری شادی کروا دوں۔_____ساجدہ سر پکڑے چارپائی پر بیٹھی ہوئی تھی رات کی اس پہر۔سکینہ اور مراد دونوں وہاں پر ہی بیٹھے ہوئے تھے۔

اس کی دوسری شادی کرنے سے پہلے اس کی تھوڑی اچھی تربیت کر لیں۔۔۔جس میں شاید کوئی کمی رہ گی ہے۔_____مراد نے کہا۔چارپائی پر جھکے ہوئے سر کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔اور بہت پریشان دکھائی دے رہا تھا۔آگے کیا ہو گا وہ خود بھی نہیں جانتا تھا۔وہ گاؤں میں سکون کیلیئے آتا تھا لیکن آج وہ آکر یہاں اس قدر بھی بے سکون ہو گیا تھا۔۔۔ اس نے لباس بھی تبدیل نہیں کیا تھا وہ ابھی تک اسی نیلی جینز اور سیاہ شرٹ میں ملبوس تھا۔

پھر کچھ سوچ کر وہ اندر گیا اور لباس تبدیل کیا۔اب اس نے سیاہ رنگ کا کمیز شلوار زیب تن کیا ہوا تھا۔وہ باہر آگیا۔

آپ کی بیوی کو ہیضہ ہوا ہے۔یہ پریگننٹ نہیں ہیں۔____لیڈی ڈاکٹر نے ایمان کا چیک کرنے کے بعد شاہ میر سے کہا۔

شاہ میر میز کے اس پار بیٹھا اب کسی حد تک پر سکون تھا۔

آپ لکھ کر دیں مجھے اس رپورٹ میں۔____شاہ میر نے ڈاکٹر سے کہا۔

کیوں؟____لیڈی ڈاکٹر نے پوچھا۔

(اپنے دوستوں کے منہ پر مارنی ہے یہ رپورٹ صبح)شاہ میر نے دل میں کہا۔

ٹھیک ہے میں لکھ دیتی ہوں۔____ڈاکٹر نے کہا اور لکھنے لگے۔

ایمان اب شاہ میر کے ساتھ والی کرسی پر آکر بیٹھ گئی۔شاہ میر نے ایک نظر اس کی طرف دیکھا۔لیکن ایمان نے شاہ میر کی طرف نہیں دیکھا وہ میز کی طرف دیکھ رہی تھی کسی روبوٹ کی طرح۔

میں نے طاقت کی کچھ دوائیں ہے لکھ دی ہیں ان کو کھلا دیجئے گا بہت کمزور ہو گئی ہیں۔____لیڈی ڈاکٹر نے پرچی لکھ کر شاہ میر کے حوالے کی۔

کچھ دن ان کو آرام کی ضرورت ہے اور ورنہ ان کی طبیعت مزید بگڑ سکتی ہے یہ بہت زیادہ کمزور ہو گئی ہیں۔_____ڈاکٹر نے کہا۔

چلو۔____شاہ میر نے ایمان سے کہا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

دونوں اب واپسی کا سفر طے کر رہے تھے۔

گھر پہنچتے ہی شاہ میر نے موٹر سائیکل اندر کھڑی کی اور اور بنا کسی سے بات کیے سیدھا اپنے کمرے میں چلا گیا۔ سمجھ گئی کہ اس کا الزام جھوٹا ثابت ہوا تھا۔ اگر اس کا الزام سچا ہوتا تو وہ ایمان کو گولی مارنے میں ایک منٹ بھی نہیں لگاتا۔ گاؤں والی ایسی باتوں میں جلدی قتل وغارت پر اتر آتے ہیں۔

ایمان بھی آرام سے اپنی چادر درست کرتی ہوئی اپنی کمرے کی جانب بڑھنے لگی۔ وہ بے حال سی بکھرے بالوں کے ساتھ ڈھلکی ہوئی چادر لیے کمرے میں جا رہی تھی۔۔۔

مراد اب افسوس اسے جاتا ہوا دیکھ رہا تھا۔۔۔بنت حوا کی اس تذلیل پر اس کا دل پھٹنے کو آ رہا تھا۔

جیسے ہی صبح ہوئی۔ چائے پیے بغیر ہی شاہ میر رپورٹ اٹھائے ڈیرے کی جانب بڑھنے لگا۔ وہ جانتا تھا کہ اس کے دوست اس وقت وہاں پر ہی چائے پی رہے ہونگے۔

وہ تیزی سے چلتا ہوا ان کے قریب آیا اور رپورٹ اٹھا کر قاسم کے منہ پر مار دی۔

لعنت ہے تم سب پر۔ تمہاری سوچ پر۔۔۔افسوس ہو رہا ہے مجھے کہ تم لوگوں کی باتوں میں آکر میں آدھی رات کو اسے ڈاکٹر کے پاس لے گیا۔____ شاہ میر نے غصے سے کہا۔

یہ تو اچھا ہوا نہ تمہاری ٹینشن اتر گئی۔یہی تو ہم چاہتے تھے کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔ثابت ہو جائے کہ کیا سچ ہے اور کیا جھوٹ۔ہم نے جو بھی کہا تمہاری بھلائی کے لئے کہا۔کم از کم تمہاری یہ پریشانی تو دور ہو گئی۔____ حامد نے بات سنبھالنے کی کوشش کی۔وہ پہلے سے یہ سب سوچے ہوئے بیٹھا تھا کہ شاہ میر سے اب کیا کہنا ہے۔

ہاں یار شاہ میر ہم نے صرف تمہاری پریشانی دور کرنے کے لیے تم سے ایسا کرنے کو کہا تھا.ہم تمہارے دوست ہیں تمہارے دشمن نہیں ہیں۔تمہارے بھلا چاہتے ہیں مگر افسوس ہے کہ تم ہمیشہ ہمیں غلط سمجھتے ہو۔اب تم خود بتاؤ کیا تم دل ہی دل میں مطمئن نہیں ہوں اس کی طرف سے ؟• ____ قاسم نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

ان سب نے پوری پلاننگ پہلے سے کر رکھی تھی کہ شاہ میر کو کیسے ٹریپ کرنا

ہے۔ لیکن آج شاہ میر بہت غصے میں لگ رہا تھا۔اور اُن کو محسوس ہوا کہ یہ اتنا آسان نہیں ہے۔۔۔ بات بڑی تھی اس بار۔

تم لوگ اندازہ نہیں کر سکتے کہ مجھے گھر والوں کے سامنے کس قدر شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا ہے اس بات کی وجہ سے۔_____شاہ میر نے دبی دبی آواز میں کہا۔

ایمان صبح دیر سے جاگی تھی۔اس کو ہمت نہیں ہو رہی تھی گھر والوں کا سامنا کرنے کی۔خاص کر مراد کا سامنا کرنے کی۔کیونکہ سکینہ اور سجدہ تو عورتیں تھیں۔ لیکن کسی مرد کے سامنے اس طرح سے بے عزت ہونا اس کے لیے بہت تکلیف دہ تھا۔وہ اٹھ تو گئی تھی لیکن اب اس کو ہمت نہیں ہو رہی تھی باہر آنے کی لیکن آنا تو تھا۔اس سے پہلے کہ اس کی ساس اسے صلواتیں سناتی ہوئی اندر آجاتی وہ خود ہی باہر آگئی۔

باہر سب چائے پی کر فارغ ہو چکے تھے۔چائے پینے کے بعد اس نے جھاڑو اٹھایا حالانکہ اس میں بالکل بھی ہمت نہیں تھی آج کوئی بھی کام کرنے کی۔شاہ میر اسے دور سے آتا دکھائی دیا۔

صفیہ اور عافیہ آج تم دونوں کام کرو گی یہ آرام کرے گی ڈاکٹر نے اسے آرام کرنے کا کہا ہے اس کی طبیعت صحیح نہیں ہے۔_____شاہ میر نے اپنی دونوں بہنوں سے کہا

لیکن ایمان سے نظریں ملانے کی اس کی ہمت نہیں ہو رہی تھی وہ شرمندہ تھا۔

ایمان سن کر حیرت زدہ ہو گی کہ شاہ میر کو اس کا خیال تھا۔ لیکن کل جو کچھ بھی ہوا اس کے بعد اس کا دل شاہ میر سے اچاٹ ہو چکا تھا۔ دکھ اس بات کا نہیں تھا کہ اس نے الزام لگایا۔ دکھ اس بات کا تھا کہ اس نے سب کے سامنے خاص کر مراد کے سامنے ایسی باتیں کہی جس کی وجہ سے وہ انتہائی شرمندگی سے گزر رہی تھی۔

میں ٹھیک ہوں میں سارا کام کر لوں گی۔____ایمان شاہ میر کی طرف دیکھے بغیر کہا اور جھاڑو دینے لگی۔ حالانکہ کوئی کچرہ نہیں ہوتا تھا بس درختوں کے پتے گرے ہوئے ہوتے تھے جن کو وہ ایک سائیڈ پر کر دیتی تھی جھاڑو سے مشکل تو روٹیاں پکانا تھیں جن میں بہت وقت لگتا تھا اور اس کے کمر میں درد ہو جاتا تھا۔

اس نے جھاڑو دینا شروع کیا لیکن تھوڑی ہی دیر میں اس کو چکر آ گیا اور لڑکھڑا کر گر پڑی۔ بے ہوش نہیں ہوئی تھی وہ ہوش میں تھی مگر کمزوری کی وجہ سے کھڑی نہیں ہو پائی۔ شاہ میر نے آگے بڑھ کر اسے تھام لیا۔

مراد جو چھت پر کھڑا چائے پی رہا تھا۔ اس نے یہ منظر دیکھ لیا تو اس کا دل زخمی ہو گیا۔ وہ سمجھ گیا کہ شاہ میر اپنی شرمندگی چھپانے کے لیے یہ سب کر رہا ہے۔ تماشہ تو اس نے

کل رات کر دیا تھا۔اب بات بنا رہا ہے۔اگر اس طرح کا خیال کل رات کو رکھتا جب اس کی طبیعت خراب تھی تو یقینا یہ بہت اچھا عمل ہوتا۔ایمان کی بھی عزت بڑھ جاتی اور اس کے دل میں شاہ میر کے لیے محبت بھی بڑھ جاتی۔مراد نے افسوس سے سر ہلایا اور پھر سے چائے پینے میں مشغول ہو گیا۔

ایمان نے جھٹکے سے اپنے آپ کو شاہ میر کی گرفت سے آزاد کیا۔اس کے لہجے میں بیزاری واضح تھی۔اگر وہ کل رات اسے اس طرح سے تھام لیتا تو یقیناً وہ اس وقت ہواؤں میں اڑ رہی ہوتی۔لیکن اس اتنی تذلیل کے بعد اس کا دل بھی نہیں کر رہا تھا کہ وہ شاہ میر کی شکل بھی دیکھے۔

بلاوجہ ضد مت کرو اور مجھے غصہ بھی مت دلاو چلو کمرے میں۔____شاہ میر اسے تھام کر اندر کمرے میں لے آیا۔

تم آرام کرو۔____شاہ میر اسے اپنے کمرے میں لایا تو وہ حیران ہوئی مگر اسے کوئی خوشی نہیں ہوئی تھی آج۔

شاہ میر نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔پھر اس کے قریب آکر بیٹھ گیا۔ایمان غصے سے نظریں دوسری طرف پھیر لیں۔اور اپنا بازو اپنی آنکھوں پر رکھ لیا۔

شاہ میر نے اس کا ہاتھ ہٹایا اور اس کے قریب ہوا۔

کل رات کے لئے بہت شرمندہ ہوں۔____شاہ میر نے اسکے گال کو چھوتے ہوئے کہا۔

ہونا بھی چاہیے۔____ایمان بولی۔

شاہ میر اسے دیکھے گیا۔آج ایمان کو اس کا دیکھنا بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا۔

ناراض ہو؟____شاہ میر نے کہا۔

میں ونی میں آئی ہوئی ایک لڑکی ہوں۔میری کیا حیثیت ہے بھلا؟اور آپ کو میری رضا یاں ناراضگی سے کیا فرق پڑتا ہے؟آپ نے تو مجھے آج تک بیوی کا مقام ہی نہیں دیا۔میں ونی کے ساتھ ساتھ آپ کے نکاح میں بھی آئی تھی۔پر شاید آپ یہ بات بھول گئے۔____ایمان نے کہہ کر رونا شروع کر دیا۔شاہ میر مزید شرمندہ ہوا۔

دیکھو تم رونا بند کرو میں معافی مانگ چکا ہوں۔____شاہ میر نے کہا۔

میں باہر جا رہا ہوں تم آرام کرو۔____شاہ میر نے کہا اور چلا گیا۔پھر دیر تک ایمان روتی رہی۔

کی تیاری شروع کر دی تھی۔اس کو بچپن سے یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ CSS مراد نے اس کے والدین نہیں ہیں اور اسے اپنے بارے میں خود سوچنا ہے۔اسے کیا کرنا ہے یہ فیصلہ اس نے بہت پہلے ہی کر لیا تھا۔

وہ بچپن سے ہی سمجھدار تھا۔چھوٹی سی عمر میں ہی اسے احساس ہو گیا تھا کہ تعلیم سب سے اہم ہے انسان کی زندگی میں۔اس نے تعلیم کو حاصل کرنے کے لیے اس نے بہت زیادہ جدوجہد کی تھی۔وہ ہمیشہ سے ایک ذہین طالب علم تھا۔اور پھر محنتی بھی بہت تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میٹرک تک اس نے مقامی اسکول میں تعلیم حاصل کی۔پھر شہر چلا گیا پڑھنے کے لیے اور وہاں ہاسٹل میں رہ کر پڑھائی کی۔اُسکی تعلیم کے اخراجات اس کے چچا منظور احمد نے اٹھائے۔کیوں کے زمینوں میں اُسکا بھی حصہ تھا۔

شاہ میر کو تعلیم میں کوئی خاص دلچسپی نہیں تھی۔اس کے ذہن میں بس یہی بات بیٹھ گئی تھی کہ اس کی بہت ساری زمینیں ہیں اور وہ ان زمینوں کا مالک ہے۔یہ باتیں بھی اس کے دوستوں نے اسے سکھائی تھیں۔اس نے بی اے تک تعلیم حاصل کی۔مراد

انجینئرنگ کا طالب علم تھا۔

شروع میں تو ساجدہ نے اپنی بیٹیوں کی منگنی کرنے میں جلدی کر دی۔ یہ سوچ کر کہ مراد کا آگے پیچھے کوئی نہیں ہے۔ چھوٹی بیٹی عافیہ سکینہ کے بیٹے سے منسوب تھی۔اور بڑی اپنے ماموں کے بیٹے سے۔

لیکن مراد کی کامیابیاں دیکھ کر اب ساجدہ کو پچھتاوا ہو رہا تھا۔کہ کوئی ایک بیٹی تو مراد سے منسوب کی ہوتی۔مراد ان دونوں کو اپنی بہنوں کے جیسے سمجھتا تھا۔پھر وہ دونوں بھی اسے بھائی کہتی تھیں اور سمجھتی بھی تھیں۔ان دونوں کو شاہ میر سے زیادہ مراد عزیز تھا۔کیوں کہ مراد ان کا بہت خیال رکھتا تھا۔اور شاہ میر ان سے سختی سے بات کرتا تھا۔

اب اس کے روز کا معمول تھا۔وہ چھت پر بیٹھ کر پڑھائی کرتا۔نیچے کیا ہوتا وہ چھت سے ہی نظارہ کرتا تھا۔وہ یہاں سے ہی سب کی خیر خبر لیتا رہتا تھا۔اب تو چائے کھانا سب وہ اپنا اوپر ہی لے آتا۔

گاؤں میں جیسے ہی گرمیاں بڑھنی شروع ہو جاتی تھیں۔گاؤں کے لوگ اپنا بستر از یادہ تر چھتوں میں لگایا کرتے تھے۔چوری چکاری بھی عام تھی گاؤں میں۔آئے دن بھینس

چوری ہو جایا کرتی تھیں۔ جس کی وجہ سے گاؤں والے اپنے پاس ہتھیار ضرور رکھتے تھے۔اور کبھی کبھار حالات خراب ہو جاتے تھے۔ قبائلی جھگڑوں کی وجہ سے بدامنی بھی ہوتی تھی۔

مراد رات کا کھانا کھانے کے لئے آج نیچے آیا تھا۔اس نے دیکھا کہ آج ایمان کھانا نہیں بنا رہی وہ نظر نہیں آ رہی تھی۔

کسی نے بھابھی کو کھانا دیا بھی ہے یا نہیں؟____ صفیہ نے کھانا مراد کے آگے رکھا تو اس نے پوچھا۔

نہیں وہ محترمہ تو صبح سے کمرے میں پڑی ہوئی ہے۔ میرے خیال سے دن کو بھی اس نے کچھ نہیں کھایا۔____ صفیہ بولی۔

ان کی طبیعت صحیح نہیں ہو گی تمہیں اُنہیں کھانا دینا چاہیے تھا وہ صبح سے بھوکی ہیں۔_____ مراد نے کہا۔

مراد بھائی ہم اس کے نوکر نہیں ہیں۔ اگر اس کو بھوک لگتی تو خود ہی آ کر اٹھا کر کھا لیتی۔ صبح سے پڑی ہوئی بہت آرام کر لیا ہے۔ کم از کم اب تو اٹھ جائے۔____ عافیہ

نے کہا۔

صفیہ تم اندر جاؤ اور ان کو کھانا دے آؤ۔___ مراد نے کہا تو اتنے میں شاہ میر بھی آگیا۔

کچھ اندازہ ہے تمہیں تمہاری بیوی صبح سے بھوکی پیاسی پڑی ہوئی ہے کمرے میں۔ کسی نے پانی تک کا نہیں پوچھا ان سے۔_____ شاہ میر آکر چار پائی پر بیٹھا تو مراد نے اس سے کہا۔

صفیہ نے کھانا شاہ میر کے آگے رکھا۔

ایمان کا کھانا بھی دے دو ہم دونوں وہیں پر کھالیں گے۔____ شاہ میر نے کہا۔

شاہ میر کھانا لے کر اندر آگیا۔

تم نے صبح سے کچھ نہیں کھایا؟ مراد کہہ رہا تھا۔____ شاہ میر نے اسے دیکھ کر کہا۔ پھر دیکھا تو اسکا چہرہ زرد تھا۔ شاہ میر نے اسکے ماتھے پر ہاتھ رکھا اسے بخار تھا۔

تمہیں تو بخار ہے۔____ شاہ میر نے کہا۔

میں نے دوائی لے لی ہے بخار کی اتر جائے گا بخار۔____ ایمان نے کہا۔

کھانا کیوں نہیں کھایا صبح تم نے؟____ شاہ میر بولا۔

مجھے بھوک نہیں تھی۔____وہ بولی۔

اچھا اب کھالو۔____شاہ میر نے کھانا اس کے آگے رکھا۔

وہ اٹھ بیٹھی اور اس نے کھانا شروع کیا۔شاہ میر بھی کھانا کھانے لگا۔

کھانا کھانے کے بعد اس نے برتن باہر رکھے اور خود کمرے میں آگیا۔ایمان اٹھی اور دوسرے کمرے میں جانے لگی جہاں وہ سویا کرتی تھی۔

وہ اٹھی تو شاہ میر میں اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے روکا۔ایمان کا دل زخمی ہو گیا۔

اگلی قسط میرے پیج پر پڑھیں)

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

Pashmina: Novels

)

(بدکردار۔۔۔ جھوٹ بول رہی ہو تم کسی اور کا گناہ میرے سر پر تھوپنا چاہتی ہو۔)

ایمان کو شاہ میر کی باتیں یاد آئیں۔اس نے بے دردی سے شاہ میر کا ہاتھ جھٹک دیا۔شاہ میر اپنی جگہ سے اٹھا اور اسے اپنے حصار میں لیا۔

ایمان میں تمہیں کہیں جانے نہیں دونگا۔دو ماہ میں نے کیسے تم سے دور رہ کر گزرے

یہ میں ہی جانتا ہوں۔اب میری جیت ہو گئی ہے۔اب میں مزید تم سے دور نہیں رہ سکتا۔____شاہ میر نے کہا تو ایمان حیران ہو گئی۔

کیسی جیت ؟____اس نے پوچھا۔وہ ابھی تک اس کے حصار میں تھی۔

میرے دوستوں نے کہا تھا کہ میں تم سے کچھ مہینے دور رہوں تا کہ تمہارا کردار واضح ہو جائے۔لیکن کل ڈاکٹر نے بتایا کہ تم۔۔۔____ایمان نے اس کی بات مکمل ہونے نہیں دی تھی۔اس نے جھٹکے سے خود کو شاہ میر سے الگ کیا۔اور زور سے بھاگتی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئی۔۔۔

وہ اپنے کمرے تک بھاگتی ہوئی آ رہی تھی کہ کمرے کے دروازے پر ہی اس کی ٹکر کسی سے ہو گئی۔نیم اندھیرا ہونے کے باعث صحیح طریقے سے دیکھ نہیں سکی کہ کون ہے۔ایمان گرنے لگی تھی کہ اس شخص نے اسے تھام لیا۔ایمان ایک جھٹکے سے خود کو چھڑایا۔

کون ؟۔۔کون ہے ؟____ایمان نے پوچھا تو بجلی آ گئی اور لاؤنج روشن ہو گیا۔

میں ہوں مراد۔آپ ایسے بھاگ۔۔۔____مراد ہڑبڑا گیا۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے ہاتھ لگانے کی؟____ایمان غصے سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

میں نے آپ کو ہاتھ نہیں لگایا صرف آپ کو گرنے سے بچایا ہے۔____مراد کو اس کی بات بری لگی تھی۔

ہٹو میرے راستے سے۔____ایمان مراد کو دھکا دے کر اندر گئی اور دروازہ زور سے دے مارا۔

مراد ایک پل کو لڑکھڑا کر دیوار سے جا لگا۔۔۔

ایمان چارپائی پر لیٹ گئی اور رونے لگی۔

کیا یہی ہے ان کی غیرت؟ کے اپنے دوستوں سے میرے بارے میں ایسی شرط لگائیں؟ میرے کردار کو اپنے دوستوں کے ساتھ ڈسکس کریں؟ آخر یہ کیسی غیرت ہے؟ کیا میری ذات اتنی بے مول ہے۔۔کے اب باہر کے لوگ میرا کردار جج کرنے کے لئے شرائط رکھیں گے؟ کیا ایسے ہوتے ہیں شوہر؟______ایمان پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

ادھر مراد حیرت میں تھا کہ کیا ہو گیا جو ایمان شاہ میر کے کمرے سے ایسے بھاگتی ہوئی دوسرے کمرے میں جارہی تھی۔۔۔اور اس نے مراد پر غصّہ کیا۔____ مراد سوچتا ہوا اپنے کمرے میں آ گیا۔

ادھر شاہ میر پچھتا رہا تھا ایسی بات بول کر۔اگر وہ شرط والی بات نہ بولتا تو ایمان آج نہ جاتی۔وہ ہمیشہ ہی اس کی توجہ کی منتظر رہتی تھی۔

اب تینوں کو نیند نہیں آرہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آج کی صبح کافی عجیب تھی۔شاہ میر بھی اداس دکھائی دیتا تھا۔ایمان تو ہمیشہ ہی اداس رہتی تھی لیکن آج معمول سے زیادہ مرجھائی ہوئی تھی۔اس نے حسب معمول چائے پینے کے بعد جھاڑو اٹھایا۔مراد بھی چائے پینے کے لیے آ کر بیٹھ گیا۔شاہ میر اور مراد دونوں ساتھ چارپائی اور بیٹھے ہوئے تھے۔

ساجدہ سکینہ دور بیٹھیں محوِ گفتگو تھیں۔

عافیہ اور صفیہ دونوں اندر کمروں میں گھسی ہوئی تھیں۔شاہ میر کسی سوچ میں گم

تھا۔اور مراد اسے دیکھ رہا تھا۔

تمہارے دماغ میں کیا چلتا رہتا ہے ہر وقت .____مراد نے کہا تو شاہ میر نے چونک کر اسکی طرف دیکھا۔

کچھ نہیں۔۔۔____شاہ میر بولا۔

آج ڈیرے پر نہیں گیا کیا؟____مراد نے طنز کیا۔

دل نہیں کر رہا وہاں جانے کا۔____شاہ میر نے ایمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

مراد کی نظروں نے شاہ میر کی نظروں کا تعقب کیا۔ایمان جھاڑو دینے کے بعد اب روٹیاں پکانے کے تیاری کر رہی تھی۔وہ لکڑیاں توڑنے لگی۔مراد کو لگا وہ لکڑیوں سے پہلے خود ٹوٹ جائیگی۔۔۔

پھر مراد چھت پر آ گیا۔ابھی تک باہر کا موسم تھا۔نہ گرمی نہ سردی۔ہلکی سی گرمی ہو جایا کرتی تھی دوپہر میں۔پھر راتیں ٹھنڈی۔۔۔

شاہ میر ایمان کے پاس آیا۔

ونی میں آئی ہو۔۔۔میرے بھائی کے قاتل کی بہن ہو۔تم پر یہ بیویوں والے نخرے

اچھے نہیں لگتے۔۔۔کل بلایا تھا نہیں آئیں۔۔۔آج نہیں آئیں تو میری طرف سے فارغ ہو پھر۔۔۔____شاہ میر اسے دھمکی دیتا ہوا باہر نکل گیا۔

ایمان کی ہمت جواب دے گئی۔اس میں اب کوئی کام کرنے کی ہمت نہیں تھی۔وہ کام ادھورا چھوڑ کر اندر آ کر چارپائی پر لیٹ گئی۔

ماہ رانی روٹیاں کیا تمہاری ماں آ کر پکائے گی؟____ساجدہ نے دروازے کی چوکھٹ پر کھڑے ہو کر کہا۔

میری طبیعت صحیح نہیں ہے۔ورنہ میں کب نہیں پکاتی۔۔۔____ایمان نے بے بسی سے کہا۔

اب نئی فلم لگائی ہے طبیعت خرابی کی۔کل سارا دن آرام کیا ہے اب اٹھو۔میری بیٹیاں نوکر نہیں تمہارے باپ کی۔____ساجدہ بولی۔

مراد آوازیں سن کر نیچے آیا۔

کیا ہوا چاچی؟____اس نے پوچھا۔

ماہ رانی کی طبیعت خراب ہے۔اب روز یہ بہانہ کرے گی۔____ساجدہ غصے سے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بولی۔

ہاں تو ان کو آرام کرنے دیں۔۔انسان ہیں یہ بھی۔____مراد نے ایمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا وہ اب اٹھ کر بیٹھ گئی مراد کی آواز سن کر۔

یہ سب بہانے ہیں کام نہ کرنے کے۔____ساجدہ نے کہا۔

صفیہ۔۔عافیہ..____مراد نے آواز لگائی تو وہ دونوں کسی جن کی طرح برآمد ہوئیں اپنے کمرے سے۔

جی بھائی۔____عافیہ نے کہا۔

جاؤ کام کرو۔۔۔ان کی طبیعت صحیح نہیں ہے۔____مراد نے کہا۔

وہ دونوں بنا بحث کیے کام پر لگ گئیں۔۔کوئی اور کہتا تو غصّہ کرتیں۔لیکن مراد پر اُنہیں غصّہ نہیں آتا تھا۔

صفیہ روٹیاں پکانے لگی۔اور عافیہ لسی بنانے لگی۔

دیکھ رہا ہوں۔۔۔بہت کام چور ہو گئی ہو تم دونوں۔_____مراد نے چارپائی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

بھائی آپ کے کام کے لیے ہم ہر وقت حاضر ہیں۔____صفیہ نے کہا۔

ویسے بھائی آپ کو جب شہر میں نوکری ملے گی نہ تو وہاں جب گھر ملے گا نہ تو ہم بھی وہاں آئینگے۔۔۔آپ کے ساتھ رہیں گے۔____عافیہ اسکے ساتھ بیٹھ گئی۔اُسکی ہاتھ میں لسی تھی اوراب وہ پراٹھے پر مراد کو مکھن ڈال کر دے رہی تھی۔

عافیہ کیا بھائی کو بس لسی ہی دو گی؟کچھ پکا کر بھی دو۔انڈایاں آلو۔____صفیہ نے روٹی ڈالتے ہوئے کہا۔

بھائی بتائیں ساتھ کیا لینگے۔۔۔____عافیہ نے پوچھا۔

نہیں بس صحیح ہے۔یہی کھالونگا۔____مراد نے کھانا شروع کیا۔

بھائی میرا موبائل خراب ہو گیا ہے۔مجھے نیا لا دیں____عافیہ نے کہا۔

کل آجائیگا تمہارا نیا موبائل۔۔۔خوش؟____مراد نے کہا تو عافیہ نے خوشی سے بچوں کی طرح سر ہلایا۔

بھائی۔۔۔مجھے بھی۔___صفیہ ناراضگی سے بولی۔

اچھا اچھا مادام تمہارا بھی آجائیگا۔____مراد نے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لو جی ادھر بات نکلی نہیں ادھر پوری کر دی مراد نے۔____صادق احمد (شاہ میر کے والد) نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

ابا آپ کا بیٹا تو ہمارا خیال رکھتا ہی نہیں۔ اگر مراد بھائی نہ ہوتے تو ہم دونوں بہنوں کو کوئی پانی تک نہ پوچھتا یہاں۔___عافیہ نے کہا۔

شاہ میر کو کچھ مت کہو۔ ایک بیٹا جان سے گیا ہے میرا۔۔اب شاہ میر کے بارے میں کچھ نہ کہو۔ میری جان ہے اس میں۔____صادق احمد نے بیٹھتے ہوئے کہا۔

ہاں لیکن ہمیں تو مراد بھائی پیارے ہیں۔____صفیہ نے جتایا۔

اچھا اچھا کھانا دو مجھے جلدی کام سے جانا ہے۔____صادق احمد میں روکھے انداز میں کہا۔ مراد جانتا تھا وہ شاہ میر کی برائی نہیں سن سکتے تھے۔ اور مراد کو کوئی شاہ میر پر فوقیت دے اُن سے یہ برداشت نہیں ہوتا تھا۔

عافیہ بھابھی کو کھانا دے آؤ۔ اُن کی صحت صحیح نہیں ہے۔____مراد نے کہا۔

عافیہ اس کے لیے کھانا لیکے اندر گئی۔

مراد بھائی کا حکم نہیں ٹالتی۔ ورنہ تمہیں دیکھنے کو بھی دل نہیں کرتا میرا۔ میرے بھائی

کے قاتل کی بہن۔۔۔____عافیہ کھانا اسکے سامنے پٹخ کر چلی گئی۔

ایمان کو رات والی بات یاد آئی۔

مجھے معذرت کرنی چاہیے اُن سے کل رات کے لیے۔میں نے شاہ میر کا غصّہ اُن پر نکالا۔وہ تو اچھے انسان ہیں سب کا خیال رکھتے ہیں۔۔۔میرا بھی۔۔____ایمان نے کہہ کر کھانا شروع کیا۔

رات جب ہو کا عالم ہوا تو شاہ میر نے ایمان کے کمرے کا دروازہ بجایا۔ایمان سمجھ گئی کہ شاہ میر اسے لینے آیا ہے۔اب انکار کا مطلب تھا بید خلی۔۔وہ بھاری قدموں کے ساتھ اٹھی اور دروازے کی کنڈی کھولی سامنے شاہ میر کھڑا تھا۔

شرافت سے کمرے میں آؤ۔___شاہ میر حکم صادر کرتا ہوا اپنے کمرے میں جا چکا تھا۔ایمان سوچتی رہ گئی۔۔شاہ میر اس کی نظروں میں گر چکا تھا۔اس کا دل ہی نہیں چاہ رہا تھا جانے کو۔پھر بھی وہ اس کے کمرے میں آئی۔

شاہ میر نے اسے دیکھا اور اس کے قریب آیا۔

اس کے چہرے کو تکنے لگا۔

کس بات کا غرور ہے تمہیں؟____وہ سینے پر ہاتھ باندھ کر بولا

ایمان نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

ایسے مت دیکھو مجھے۔میرے لیے لڑکیوں کی کمی نہیں ہے۔مگر تم میرے نکاح میں ہو۔اور اپنا حق لینا شاہ میر اچھے طریقے سے جانتا ہے۔____شاہ میر نے کہہ کر دروازہ بند کیا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیا؟تم نے اس سے معافی مانگی؟بس یہی مردانگی تھی تمہاری؟ایک ونی میں آئی ہوئی لڑکی کے آگے جھک گیا؟____قاسم نے غصے سے کہا۔

ہاں تو غلطی ہوئی تھی مجھ سے۔۔۔معافی لی۔____شاہ میر نے نظریں چرا کر کہا۔

واہ سائیں واہ۔۔۔تو ہمارا دوست کہلانے کے قابل نہیں ہے۔____حامد بولا۔

لیکن۔۔____شاہ میر نے کچھ کہنا چاہا

لیکن تو ایک عورت کے ہاتھوں الو بن گیا۔۔۔اب جا جا کر پیر دھوا سکے۔ہمارے پاس

کیا لینے آیا ہے؟ بزدل کہیں کا۔____وزیر نے کہا۔

شاہ میر کو غصّہ آ گیا۔

کیا تم لوگ اپنی بیویوں سے معافی نہیں مانگتے؟____شاہ میر بولا۔

ہماری بیویوں کی برابری اپنی بیوی سے نہ کر۔۔۔ہماری بیویاں خاندانی ہیں۔۔۔ونی میں نہیں آئی ہیں۔ قتل کی بہن نہیں ہیں۔____قاسم نے کہا۔

ہاں تیری بیوی تو خون بہا کے عوض آئی ہے۔۔۔میرے ساتھ ایسا ہوتا تو اپنی گردن کٹا لیتا لیکن اپنی بہن نہیں دیتا اپنی جان بچانے کے لیے۔____حامد نے کہا۔

وہ سب اسے اشتعال دلا رہے تھے۔۔۔شاہ میر وہاں سے اٹھ کر گھر آ گیا۔

ایمان برآمدے میں بیٹھی سوچوں میں گم تھی۔ آیا تو وہ غصے سے تھا لیکن ایمان کا چہرہ دیکھ کر نرم پڑ گیا۔

کمرے میں آؤ۔۔____شاہ میر نے کہا تو وہ اس کے پیچھے آئی۔

بیٹھو۔____اس نے کہا۔ ایمان بیٹھ گئی۔

موبائل چاہیئے؟____شاہ میر نے کہا۔

ایمان نے نفی میں سر ہلایا۔

میں نے توڑا تھانا۔۔اب میں ہی لا کے دونگا۔____شاہ میر نے اسے اپنے حصار میں لیتے ہوئے کہا۔

مجھے نہیں چاہیے۔____وہ بولی۔

اب چھوڑ بھی دو ناراضگی۔____شاہ میں نے اس کے ہاتھوں کو تھامتے ہوئے کہا۔

میں ناراض نہیں ہوں____وہ بولی۔

تم مجھے اچھی لگتی ہو۔تم بہت حسین ہو____شاہ میر نے محبت بھری نگاہ سے دیکھتے ہوئے کہا۔ایمان کچھ نہ بولی۔

کل نیا موبائل لے آؤں گا۔____وہ بولا۔

ایمان چپ رہی

اور کچھ چاہیے؟____شاہ میر نے پوچھا۔

نہیں۔۔وہ بولی۔

کپڑے؟__شاہ میر نے کہا۔

نہیں۔۔۔ہیں میرے پاس۔۔____ایمان نے کہا۔

مجھ سے محبت کرتی ہو؟____شاہ میر نے اچانک سوال کیا۔اور اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

محبت؟____ایمان سوچ میں پڑ گئی۔

محبت؟____ایمان سوچ میں پڑ گئی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اسے یاد آیا وہ مار جو اس نے کھائی پچھلے دو ماہ میں۔وہ الزام جو اس پر لگا۔وہ دل آزاری جو اس کی ہوئی۔اتنا سب کچھ ہو جانے کے بعد محبت؟؟؟

کیا سوچ رہی ہو اتنا؟.____شاہ میر نے اسے خیالوں میں گم دیکھا تو کہا۔

محبت کا جواب دینے کے لیے اتنا سوچنا پڑ رہا ہے تمہیں؟____وہ پھر بولا۔

کیسے ہوتی ہے محبت.. کس سے کی جاتی ہے محبت؟وہ جو محبت کے لائق ہو.وہ جو آپ کو باہر رسوانہ کرے۔وہ جو آپ کا خیال رکھے۔اسی سے ہوتی ہے محبت۔۔۔____ایمان سوچ رہی تھی لیکن کہا نہیں۔

شاہ میر اس کے جواب کا منتظر تھا۔ایمان نے اثبات میں سر ہلایا۔وہ جانتی تھی کہ کچھ بھی کہنے سے پھر سے ہنگامہ ہو سکتا تھا۔

شاہ میر خوش ہو گیا۔

عافیہ صفیہ کہاں ہو دونوں تمہارے موبائل آ گئے ہیں۔____شام کو مراد شہر سے لوٹا تو ان دونوں کے لئے موبائل لے کر آیا۔

دونوں خوشی سے بھاگی بھاگی چلی آئیں۔اور موبائل مراد کے ہاتھ سے لے لیے اور کھول کر دیکھنے لگیں مراد کھڑا اُن کو مسکراتا ہوا دیکھ رہا تھا۔

بھائی آپ بہت اچھے ہیں۔____دونوں نے ساتھ میں کہا۔

مراد چارپائی پر بیٹھ گیا۔

اور کرو ان کا دماغ خراب۔ناکام نہ کاج سارا دن موبائل میں لگی رہتی ہیں۔____

ساجدہ بولی۔

اماں آپ کا بس چلے تو سارا دن ہم سے کام کروائیں آپ۔____صفیہ نے کہا۔

شاہ میر جو اندر کمرے میں بیٹھا ہوا تھا ایمان کیساتھ آوازیں سن کر باہر آیا۔

کیا ہوا؟___شاہ میر نے پوچھا۔

مراد بھائی ہم دونوں کے لیے نئے موبائل لے کر آئے ہیں۔___عافیہ نے بتایا۔ایمان بھی باہر آگئی۔

ایسا کرو ایک موبائل ایمان کو دے دو میں تمہیں دوسرا لا دے دوں گا۔____شاہ میر نے عافیہ سے کہا۔

نہیں میں ہر گز اپنا موبائل نہیں دوں گی۔___عافیہ نے موبائل اٹھایا اور کمرے میں چلی گئی۔

صفیہ تم اپنا موبائل ایمان کو دے دوں میں تمہارے لئے دوسرا لے آؤں گا۔____شاہ میر نے اب صفیہ سے کہا۔

میں نہیں دوں گی اپنا موبائل میں جانتی ہوں آپ نہیں لائیں گے۔____صفیہ نے کہا۔

کیسے نہیں دو گی دیکھتا ہوں۔____شاہ میر آگے بڑھا اور اس کے ہاتھ سے موبائل

چھین لیا۔

ادھر دو میرا موبائل۔___صفیہ نے غصے سے کہااور موبائل چھیننے کی کوشش کرنے لگی۔

ایمان دونوں کو دیکھ کر پریشان ہو گئی۔

آپ اسے واپس کر دیں مجھے نہیں چاہئے موبائل۔____ایمان نے پریشانی سے کہا۔وہ جانتی تھی اب سارا نزلہ اس پر گرے گا۔

NEW ERA MAGAZINE
.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دونوں بہن بھائیوں میں ہاتھا پائی شروع ہو گی۔

شاہ میر یہ کیا طریقہ ہے؟ تمہیں اپنی بیوی کو موبائل دینا ہے تو خود شہر جاؤ اور لے کر آؤ میری بہنوں کا کیوں چھین رہے ہو۔؟____مراد نے کہا۔لیکن شاہ میر کچھ سن ہی نہیں رہا تھا۔

کل تک تو اس کی شکل بھی دیکھنا پسند نہیں کرتے تھے تو آج اس کی فرمائشیں پوری کر رہے ہو؟____ساجدہ کو غصّہ آ گیا۔

اماں آپ بیچ میں مت بولیں___شاہ میر نے کہا۔

ان دونوں کا جھگڑا بہت بڑھ گیا۔

کچھ تو یاد کرو شاہ میر یہ ہمارے بھائی کے قاتل کی بہن ہے۔اور تم اس کے لیے مجھے مار رہے ہو میرا موبائل چھین کر اسے دے رہے ہو؟____صفیہ رونے لگی۔

شاہ میر نے ایمان کا ہاتھ پکڑا اور موبائل اٹھا کر کمرے کی جانب بڑھنے لگا۔صفیہ پیچھے بھاگی اور ایمان کو مارنے لگی۔

صفیہ تمیز سے۔____مراد نے کہا۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری بیوی پر ہاتھ اٹھانے کی؟____شاہ میر صفیہ کو مارنے کے لیے آگے بڑھا تو مراد نے اسے روک لیا۔

بیوی پر تم خود بھی کئی بار ہاتھ اٹھا چکے ہو۔میں کچھ نہیں بولا کیونکہ میاں بیوی کے آپس کا معاملہ تھا۔لیکن میری بہن کو اگر تم نے مارا تو میں تمہارا حشر کر دوں گا۔____مراد نے اس کا بازو دبوچتے ہوئے کہا۔

بھاڑ میں جاؤ تم سب۔____شاہ میر نے موبائل زمین میں پھینکتے ہوئے کہا۔صفیہ نے تیزی سے موبائل اٹھایا اور صاف کرنے لگی۔

شاہ میر ایمان کا ہاتھ پکڑ کر اندر کمرے میں چلا گیا۔

توبہ توبہ۔ایک دن میں پتہ نہیں کون سا تعویز گھول کر پلا دیا ہے میری بیٹے کو اس لڑکی نے۔کل تک تو اس کی شکل دیکھنے کا روادار نہیں تھا۔اور آج قربان جا رہا ہے۔___ ساجدہ کہہ رونے لگی۔

مراد سر پکڑ کر وہاں بیٹھ گیا۔(یہ لوگ کبھی نہیں سدھریں گے)اس نے زیر لب کہا تھا۔

آپ کو اتنا ہنگامہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔آپ کے جانے کے بعد مجھے باتیں سننی پڑیں گی۔____ ایمان نے پریشانی سے کہا۔

کوئی کچھ کہہ کر تو دکھائے تمہیں۔زبان کھینچ لونگا اس کی۔___ شاہ میر نے کہا۔

آپ کی امی مجھے باتیں سنائیں گی کیا ان کی زبان کھینچ سکتے ہیں آپ؟۔____ ایمان رونے لگی۔

تم رو مت۔___ شاہ میر نے اس کے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔

آپ اگر سب سے میرے لئے لڑیں گے تو میرے لئے پریشانی ہو گی۔____ایمان بولی۔

اچھا تم پریشان مت ہو۔میں تمہارے لئے جلیبیاں لے کر آتا ہوں۔____شاہ میر نے کہا۔اور وہاں سے چلا گیا۔

وہ ٹیلے کے پاس آیا جہاں جلیبیاں بن رہی تھیں۔اس نے جلیبی والے کو جلیبی کا کہا اور پیسے پکڑا دیے۔تھوڑی سی دور اس کے تینوں دوست کھڑے ہوئے تھے جو اسے دیکھ کر ہنسنے لگے۔شاہ میر اُن کو نظر انداز کرتا ہوا جلیبیاں لیکے آگے بڑھنے لگا۔

وہ دیکھو جورو کا غلام جا رہا ہے۔___قاسم نے آواز لگائی اور وزیر سے ہاتھ ملا کر تالی بجائی۔

ضرورت اپنی بیوی کے لئے جلیبیاں لیکے جا رہا ہے۔____حامد نے بھی اونچی آواز میں مذاق اڑایا۔

شاہ میر نے اُن کو غصے سے دیکھا۔اور اُن کو نظر انداز کر کے گھر کی طرف بڑھنے لگا۔

چھوڑ دے اسے۔۔۔ابھی بیوی کے حسن کی پٹی بندھی ہوئی ہے اس کی آنکھوں میں۔بہت جلد یہ پٹی اتر جائیگی اور واپس ہمارے پاس ہی آئیگا دم ہلاتا ہوا۔____ قاسم نے کہا۔

یار دیدار تو کرا دے اس کی بیوی کا۔سنا ہے بہت حسین ہے۔دل بیتاب ہے دیکھنے کو۔____ حامد دل پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

ہاں کرتے ہیں کوئی منصوبہ بندی اسے دیکھنے کی۔میں خود دیکھنے کو بے چین ہوں۔ضرور حسین ہے تو شاہ میر مرا جا رہا ہے اس کے لیے۔ورنہ جس کام سے ہم اسے منع کرتے ہیں اس کی مجال نہیں کے شاہ میر اس کے خلاف کچھ کرے۔

لیکن دیکھیں گے کیسے؟____ وزیر نے کہا۔

سوچتے ہیں کچھ۔____ قاسم نے ٹھوڑی کھجاتے ہوئے کہا۔

ایمان۔۔۔ایمان۔۔۔شاہ میر نے گھر میں داخل ہوتے ہی آواز لگانے شروع کی۔

ایمان رات کے کھانے کے لیے لکڑیاں اکٹھا کر رہی تھی۔

یہ لو جلیبی۔۔شاہ میر نے اسے شاپر تھامتے ہوئے کہا۔

آپ کمرے میں رکھ دیں میں ابھی کام کر رہی ہوں۔____ایمان بولی۔

ماں کو تو کبھی کچھ لا کر نہیں دیا۔ کبھی بہنوں کو بھی کچھ نہیں دیا۔اور اس لڑکی پر مہربانیاں ہو رہی ہیں۔____ساجدہ تپ گئی۔

آپ کو شوگر ہے اماں سوچنا بھی مت جلیبی کے بارے میں۔____شاہ میر نے ہنستے ہوئے کہا۔

دیکھ رہی ہوں بڑا ہواؤں میں اڑ رہا ہے آج کل۔___ساجدہ نے طنز کیا۔شاہ میر واقعی ہواؤں میں اڑ رہا تھا ایمان کی قربت پا کر۔اسے اب ایمان کے سوا کچھ نظر نہیں آرہا تھا۔

لیکن ایمان شاہ میر کے اس رویے سے پریشان تھی۔کیوں کہ اس کی مہربانیوں کا صلہ اسی ساجدہ کے غصے کی صورت میں سہنا پڑ رہا تھا۔

کھالو گرم گرم ہیں۔پھر مزہ چلا جائیگا ٹھنڈے ہو گئے تو۔____شاہ میر اس کے پاس بیٹھتا ہوا بولا۔وہ کھانے لگی۔

ساجدہ کو یہ منظر ایک آنکھ نہیں بھا رہا تھا۔

کل تک تو بڑے دعوے کر رہا تھا بھائی کے قتل کا۔بدلہ لینے کا۔کہاں گیا تمہارا بھائی سے پیار ؟ساجدہ بولی۔

اماں قتل ایمان نے نہیں کیا۔اور بدلہ تو میں ضرور لونگا بس حیدر میرے ہاتھ لگ جائے کسی دن قسم کھاتا ہوں ویسے ہی ڈنڈا اس کے سر پر نہیں مارا تو نام شاہ میر نہیں میرا۔____شاہ میر نے کہا۔

ایمان پریشان ہوئی۔(کیا اب بھی وہ حیدر کے قتل کا ارادہ رکھتا)سوتیلا ہی سہی لیکن اسکا بھائی تو تھا۔

شاہ میر گھر سے باہر گیا تو موقع پر ایمان مراد کے پاس آئی۔صبح کا وقت تھا مراد چائے پی کر اٹھا۔ایمان سامنے آئی تو وہ نظریں جھکا کر آگے بڑھنے لگا۔اسے اس رات والی بات یاد تھی۔وہ بھی ان سے گریزاں ہی رہتا تھا۔

بات سنیں۔____وہ جانے لگا تو ایمان نے پیچھے سے پکارا۔وہ رک گیا۔اور مڑ کر ایمان کو دیکھا۔

میں اس رات کے لئے آپ سے معافی چاہتی ہوں۔ مجھے آپ سے اس طرح کا رویہ نہیں رکھنا چاہیے تھا۔ آپ نے مجھے شاہ میر کی مار کھانے سے بچایا تھا۔ میں اس بات کے لئے آپ کی احسان مند ہوں۔ مگر اس وقت مجھے کچھ سمجھ نہیں آیا۔ میں نے پریشانی میں آپ سے وہ سب کہا۔۔۔____ایمان کی بات مکمل نہیں ہوئی تھی۔ مراد نے اس کی بات کاٹی۔

مجھے نہیں معلوم آپ کو کیا پریشانی تھی۔ لیکن اِتنا کہوں گا آپ نے اچھا نہیں کیا۔ میں آپ کی عزت کرتا ہوں۔ اس گھر میں صرف ایک میں ہی ہوں جو آپ کی عزت کرتا ہوں۔ باقی سب کا حال آپ خود جانتی ہیں۔ میں بس اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ میں آپ کی عزت کرتا ہوں اور قیامت تک کرتا رہوں گا۔____مراد کہہ کر تیزی سے وہاں سے نکل گیا۔

ایمان کا دل بوجھ کر رہ گیا۔ اسے پچھتاوا ہو رہا تھا۔

ایمان اپنے کمرے میں تھی جب ساجدہ اندر آئی اور اس نے ایمان کو بالوں سے پکڑ لیا۔

میری بیٹی پر جادو ٹونا کروایا ہے نہ تم نے؟ کل تک تو تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا تھا. اور آج تمہارے پاؤں دھو دھو کر بھی رہا ہے. کونسی پیر فقیر سے لائیو تعویذ مجھے بتاؤ.____ساجدہ نے اسے مارنا شروع کیا۔

چاچی میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔____ایمان روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

میں تجھے ایک بات بتا دوں کہ شاہ میر کا یہ رویہ دو دن کا مہمان ہے۔ جیسے ہی تمہاری محبت کا بھوت اس کے سر سے اتر گیا وہ تمہیں پوچھے گا بھی نہیں۔ وہ میرا بیٹا ہے اور میں اس سے جانتی ہوں۔ اس لیے بہتر ہے کہ اپنی اوقات میں رہو۔ اور تمہاری اوقات ہے کہ تم ونی میں آئی ہو۔____ساجدہ نے کہہ کر اسکے بال چھوڑ دیے۔ کمرے کے دروازے سے گزرتے ہوئے مراد نے ساجدہ کا صرف آخری جملہ سنا تھا۔

اللہ ہدایت دے۔۔۔____مراد کہتا ہوا سیڑھیاں چڑھ گیا۔

ایمان اب شاہ میر کے کمرے میں ہی رہتی تھی۔ شاہ میر اب زیادہ وقت گھر میں ہی گزارنے لگا تھا۔ اس نے دوستوں کے پاس جانا بھی فی الحال ترک کر دیا تھا۔ سارا دن

ایمان کی آگے پیچھے گھومتا رہتا تھا۔اپنی بہنوں سے کہتا تھا کہ ایمان کام نہیں کرے گی وہ کام کریں۔اور اسی بات کو لیکر روز جھگڑا شروع ہو جاتا تھا۔ان سب باتوں کی وجہ سے ایمان کو پریشانی سہنی پڑتی تھی۔

اس انسان کی نفرت بھی میرے لیے اتنی تکلیف دہ نہیں تھی جتنی اس کی محبت مجھے اذیت دے رہی ہے۔____ ایمان نے خود سے کہا۔

ایمان صبح جھاڑو دے کر فارغ ہوئی تو سکینہ کا بیٹا ضمیر اندر داخل ہوا۔

ایمان بھابھی آپ کے ابو آپ سے ملنے آئے ہیں۔____ضمیر نے آتے ہی اعلان کیا۔ایمان حیران ہو گئی۔ایک نے مہینوں میں پہلی بار تھا جب اس کے والد جلال اس سے ملنے آئے تھے۔ضمیر کے پیچھے ہیں جلال احمد داخل ہوئے۔شاہ میر بھی گھر پر ہی تھا۔

ایمان ایک دم سے بھاگ کر اپنے باپ سے لپٹ گئی۔اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

شاہ میر آگے بڑھا اور اس نے ایمان کو جلال احمد سے الگ کیا۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے گھر آنے کی؟____شاہ میر نے اُن کا گریبان پکڑتے

ہوئے کہا۔

میں اپنی بیٹی سے ملنے آیا ہوں۔____جلال احمد نے کہا۔

شامیر چھوڑ دیں یہ میرے ابو نے آپ ان کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کر سکتے ہیں۔____ایمان نے اپنے باپ کو چھڑاتے ہوئے کہا۔

تم چپ کرو۔تم ونی میں آئی ہو۔اور منی میں آئی ہوئی لڑکی کا کسی سے کوئی رشتہ نہیں ہوتا۔وہ اپنے ماں باپ اور اپنا میکا چھوڑ کر آ جاتی ہے۔تم نا کسی کی بیٹی ہوں نہ کسی کی بہن اب۔تم صرف شاہ میر کی بیوی ہوں اور بس۔____شامی نے شہادت کی انگلی وار ننگ دینے والے انداز میں اوپر کر کے ایمان کو دکھائی اور کہا۔اور پھر سے جلال احمد پر حملہ کر دیا۔

مراد چھت سے سارا تماشہ دیکھ رہا تھا وہ نیچے آیا۔

ایمان نے اپنے والد کو پھر چھڑانے کی کوشش کی تو شاہ میر نے اسے دھکا دیا اور وہ دور جا کر گری۔

شاہ میر کیوں تماشا کر رہے ہو؟____مراد نے جلال احمد کا گریبان چھڑاتے ہوئے

کہا۔اور شاہ میر کو قابو کرنے کی کوشش کی۔ایمان اور کھڑی ہوئی اور وہ روتی جارہی تھی۔

ان لوگوں نے میرے بھائی کا قتل کیا ہے میں انہیں اپنے گھر میں برداشت نہیں کر سکتا۔

ابو آپ یہاں سے چلے جائیں پلیز میں آپ کی مزید تذلیل برداشت نہیں کر سکتی۔____ایمان نے روتے ہوئے کہا۔

اسی وجہ سے جلال احمد اتنے مہینوں سے ایمان کے پاس نہیں آئے تھے ان کو یہی خوف تھا کہ شاہ میر انہیں جان سے مار دے گا انہیں دیکھ کر آپے سے باہر ہو جائیگا اور وہی ہوا جس کا ان کو ڈر تھا۔وہ اپنی جان بچا کر وہاں سے چلے گئے ایک آخری نظر ایمان پر ڈالی۔اور دروازہ عبور کر کے وہاں سے اوجھل ہو گئے۔

تم کیوں رو رہی ہو؟ بند کرو یہ رونا دھونا۔میں نے کہا نہ تمہارا میرے علاوہ کسی سے کوئی رشتہ نہیں ہے اب۔تم ونی میں آئی ہوں یہ بات ہمیشہ یاد رکھنا۔منی میں آئی ہوئی لڑکی کا کوئی نہیں ہوتا سوائے اس کے شوہر کے۔____شاہ میر نے اب ایمان کو شانوں سے جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔ایمان کا رونا مزید تیز ہو گیا تھا۔وہ سسکیاں لے لے کر رو

رہی تھی۔

کوئی انسانیت ہے یا نہیں تمہارے اندر؟____ مراد نے اسے بازوؤں سے پکڑتے ہوئے کہا۔

ان لوگوں کے اندر کوئی انسانیت تھی؟ میرے بھائی کو اتنی بے دردی سے مار دیا۔ان کو دیکھتا ہوں تو میرا خون کھولنے لگتا ہے۔میرا آج اس کا قتل ہی کر دیتا اگر تم بیچ میں نہ آتے تو۔____ شاہ میر نے مراد کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا۔اس کی آنکھیں غصے سے لال تھیں۔

اس قتل کہ بدلا تم خون بہا کی صورت میں لے چکے ہو۔_____ مراد نے ایمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا.

وہ سرداروں کا فیصلہ تھا میرا نہیں۔میرے اندر بدلے کی آگ آج بھی موجود ہے۔بس حیدر میرے ہاتھ لگ جائے۔____ شاہ میر نے کہا۔

اگر تم نے حیدر کو قتل کر دیا تو پھر تمہیں ایمان کو آزاد کرنا پڑے گا۔____ مراد نے یاد دلایا۔

ایمان کو تو میں اب مر کر بھی نہیں چھوڑ سکتا۔____شاہ میر بولا۔اس بار وہ آرام سے بولا اور چار پائی پر بیٹھ گیا۔

ان کے سامنے ان کے باپ کو مار سکتا ہے۔۔۔بار بار ونی میں آئی ہوئی کہہ کر ان کا دل دکھا سکتا ہے۔ان کو مار سکتا ہے۔ان کی تذلیل کر سکتا ہے۔ لیکن چھوڑ نہیں سکتا۔۔۔____مراد نے غصے سے کہا اور آخری نظر ایمان پر ڈالتا ہوا واپس اوپر چھت پر چلا گیا۔

حمیدہ اور حیدر ساتھ برآمدے میں بیٹھے تھے کہ اسے مرکزی دروازے سے جلال احمد آتے دکھائی دیے دیے۔

جلال احمد نے اپنی ٹوپی اتار کر چار پائی پر رکھی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔

.کیا ہوا ہے حیدر کے آبا خیر تو ہے؟____حمیدہ نے پریشانی سے

کیسے خیر ہو سکتی ہے۔تمہارے بیٹے کی جان بچانے کے لیے میں نے اپنی بیٹی قربان کر دی۔اس کے گھر سے ہو کر آرہا ہوں۔جانوروں سے بھی بدتر سلوک ہو رہا ہے میری

بیٹی کے ساتھ۔ کس طرح سے شامیر نے اسے دھکا دیا۔اور وہ دور جا کر گری۔اس کے سامنے میری تذلیل کی شاہ میر نے۔اب میں کہاں جاؤں؟ شاہ میر نے خون بہا کے عوض تیس لاکھ روپے مانگے تھے۔میرے پاس تیس لاکھ ہوتے تو میں دے دیتا۔ مگر اپنی بیٹی نہ دیتا۔ تم دونوں ماں بیٹے کا کیا میری بیٹی کو بھگتنا پڑ رہا ہے۔ پتا نہیں کیا ہو گیا تھا مجھے اس وقت۔ مجھے بس یہی خوف تھا کہ شاہ میر حیدر کو قتل کر دے گا۔ حیدر کو بچانے کے لیے میں نے ایمان کو قربان کر دیا۔ کیسا باپ ہوں میں؟____ جلال احمد روتے ہوئے کہتے جا رہے تھے۔

آپ رونا بند کریں آپ نے کچھ غلط نہیں کیا۔ یہ زمانے کا دستور ہے۔ بیٹا ہی سہارا ہوتا ہے بیٹیاں تو ویسے بھی چلی جاتی ہیں۔ ایک نہ ایک دن تو ایمان نے چلے ہی جانا تھا۔ اور اتنے کھاتے پیتے گھر میں گئی ہے وہ۔ آپ بس حیدر کے بارے میں سوچیں۔ بس سوچیں کہ آپ کوئی بیٹی تھی ہی نہیں۔____ حمیدہ نے بات بنانے کی کوشش۔ وہ ہر طرح سے اپنا اور حیدر کا دفاع کر رہی تھی۔

میں اس کی حالت دیکھ کر آیا ہوں۔ مجھے کسی نے خبر دی تھی کہ شاہ میر کا بہت خیال رکھتا ہے۔ یہی سوچ کر میں وہاں گیا۔ کہ وہ خوش ہو گی۔____ جلال احمد نے کہا۔

آپ کو دیکھ کر شامیر کو غصہ آگیا ہو گا۔آپ کو وہاں نہیں جانا چاہیے تھا۔___حمیدہ نے سمجھایا۔

تم تو سوتیلی ماں ہو۔آخر تم نے ثابت کر دیا کہ تم سوتیلی ہی ہو۔ایمان کی جگہ پر تمہاری اپنی بیٹی ہوتی تو کیا پھر بھی تو یہی کرتی؟____جلال احمد نے پوچھا۔

تو آپ نے کون سا سگا باپ ہونے کا فرض ادا کیا ہے؟آپ نے بھی تو بیٹے کو بچا کر بیٹی قربان کر دی۔اب رونے دھونے سے کوئی فائدہ نہیں ہے.اس وقت سوچنا چاہیے تھا. سانپ نکل گیا اب لیکر پیٹنے سے کوئی فائدہ نہیں۔اور زندگی پھولوں کی سیج نہیں ہے۔ہر لڑکی کو سسرال میں یہی سب سے نہ پڑتا ہے۔مجھے موضوع الزام مت ٹھہرائیں۔____حمیدہ کہتی ہوئی غصے سے پاؤں پٹختی اندر چلی گئی۔

جلال احمد اب خونخوار نظروں سے حیدر کو دیکھ رہے تھے۔

ابا میری طرف ایسے نہ دیکھ۔یہ فیصلہ خالص تیرا اپنا تھا۔اتنا ہی پیار تھا بیٹی سے تو زمین بیچ کر پیسے دے دیتا۔لیکن تجھے تو پیسہ پیارا تھا۔____حیدر بھی کہتا ہوا باہر نکل گیا۔

جلال احمد درسے رونے لگے۔

ایمان سارا دن روتی رہی۔ شاہ میر بھی غصے سے گھر چھوڑ کر چلا گیا۔ رات ہو گی لیکن وہ واپس نہیں آیا۔ یہاں تک کہ سب گھر والے سو گئے۔ ایمان کو رہ رہ کر اپنے بوڑھے باپ کا چہرہ یاد آ رہا تھا۔ اس چہرے پر بے بس یاد آ رہی تھی۔ شاہ میر نے کیسے ان کا گریبان پکڑا وہ یاد آ رہا تھا۔ جتنا ایمان سوچتی جا رہی تھی اتنا ہی اس کا دل کٹتا جا رہا تھا۔ اسے نیند بھی نہیں آ رہی تھی۔

شاہ میر گھر نہیں آیا تھا لیکن اسے شاہ میر کی فکر نہیں تھی اس وقت۔ اس وقت صرف اسے اپنے والد کی فکر تھی۔ ایک بیٹی کے دل پر کیا گزرتی ہے جب اسے ایک بوڑھے باپ کا گریبان اس کے سامنے پکڑا جائے۔

ہحلانکہ باپ نے بھی باپ ہونے کا ثبوت ادا نہیں کیا تھا۔ لیکن پھر بھی وہ اپنے باپ سے نفرت نہیں کر سکتی تھی۔ ایک بیٹی کیلئے اپنے باپ سے نفرت کرنا ایک ناممکن سی بات ہے۔

اسے اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ گرمی کی وجہ سے کمرے میں حبس بھی زیادہ تھا۔ وہ باہر برآمدے میں آ کر بیٹھ گئی۔ وہاں پر نیم اندھیرا تھا تھا۔ وہ کافی دیر تک وہ بیٹھی

روتی رہی۔

تھوڑی دیر بعد مراد سیڑھی نیچے اترا تو دیکھا کہ ایمان بیٹھی آنسو بہا رہی ہے۔ چاندنی میں اس کا چہرہ واضح تھا۔ مراد کو صبح والا واقعہ یاد آیا۔ اسے ایمان کا بہت دکھ ہو رہا تھا۔ پسند تو وہ خود بھی جلال احمد اور حیدر کو نہیں کرتا۔ کیونکہ حیدر کے ہاتھوں اس کا چچازاد بھائی مرا تھا۔ لیکن پھر بھی اس سب میں ایمان کا قصور نہیں تھا۔

کیوں ہر جگہ عورت ہی دکھ اُٹھاتی ہے۔____ مراد نے دل میں سوچا۔

کوئی بھی عورت کا مالک نہیں کہ اسے ونی میں دے دے۔ عورت کا مالک صرف اس کا خدا ہے۔ کبھی باپ کی پگڑی بچانے کے لئے قربانی دیتی ہے۔ کبھی بھائی کی جان بچانے کے لئے قربانی دیتی ہے۔ اور جہاں جاتی ہے وہاں رسوائی ان کا مقدر ہے۔ یہ کیسی محبت ہے شاہ میر تمہاری اپنی بیوی سے؟ کیا اس سے تم محبت کہتے ہو؟ محبت کی پہلی شرط عزت ہوتی ہے۔۔۔ اگر عزت نہیں تو پھر محبت بھی نہیں۔ عزت کے بغیر طوائف سے محبت کی جاتی ہے۔ لیکن ایک طوائف بھی عزت کی طلب گار ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ بھی انسان ہوتی ہے۔ کاش شاہ میر تمہیں سمجھ آجائے کہ عورت صرف عزت چاہتی ہے۔ محبت، خیال، پیسہ، ضروریات، آسائشیں سب کچھ اس کے بعد ہی آتا ہے۔۔۔

.عورت کی پہلی ترجیح عزت ہوتی ہے۔____مرادایمان کودیکھ کر سوچ رہا تھا

شاہ میرا ابھی تک گھر نہیں آیا کیا؟۔____مراد کی آواز سن کر ایمان ایک پل کو اچھل پڑی۔اس نے نوٹ ہی نہیں کیا تھا کہ وہ اس کے سامنے کھڑا ہے وہ اپنے خیالوں میں اس قدر کھوئی ہوئی تھی کہ مراد کی موجودگی محسوس ہی نہیں کر سکی۔

نہیں وہ ابھی تک گھر نہیں آئے۔____ایمان نے اپنے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔

مراد واپس جانے لگا۔پھر کچھ سوچ کر پلٹا۔اور ایمان کی طرف دیکھا۔

پریشان مت ہوں۔اللہ سے اچھی امید رکھیں۔انشاءاللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔____مراد نے اسے دلاسہ دینے کے لیے کہا۔

ایمان نے نظر اٹھا کر مراد کو دیکھا۔

میں فون کر کے بلاؤں کیا شاہ میر کو؟ اگر آپ کو اکیلے ڈر لگ رہا ہے تو؟____مراد نے موبائل اپنی جیب سے نکالتے ہوئے کہا۔

ایمان نے اثبات میں سر ہلایا۔

مراد نے میں نے شاہ میر کا نمبر ڈائل کیا یا تیسری رنگ پر اس نے فون اٹھایا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رات کے ساڑھے گیارہ بج رہے ہیں۔گاؤں کے کتے بھی سو گئے ہیں اس وقت۔لگتا ہے تیرے دوست ابھی تک جاگ رہے ہیں۔۔۔____مراد نے کاٹ دار لہجے میں کہا۔

گھر میں کسی کو میری پرواہ نہیں ہے۔تو مجھے بھی کسی کی پرواہ نہیں ہے۔میری بیوی کو مجھ سے زیادہ اپنا باپ پیارا ہے۔میری بہنوں کو تو پیارا ہے۔میری ماں کو اپنا مارا ہوا بیٹا۔میری فکر کسی کو نہیں ہے تو پھر میں وہاں کیوں آؤں؟____شاہ میر نے آگے سے کہا۔

دو منٹ کے اندر اندر گھر آؤ شرافت سے۔۔۔ورنہ تم مجھے جانتے ہو۔____مراد نے دھمکی دی اور فون کاٹ دیا۔

تھوڑی دیر بعد شاہ میر گھر آیا۔دیکھا تو ایمان بیٹھی ہوئی ہے اور مراد سامنے کھڑا ہے۔

معافی مانگ ان سے۔۔۔مراد نے کہا۔

مراد ے۔۔۔معافی تو آج تک شاہ میر نے اپنے باپ سے نہیں مانگی۔۔۔____شاہ میر نے مراد کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے ہوئے کہا۔اس کے چہرے پر طنزیہ

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Poetry|Interviews

مسکراہٹ تھی۔

مجھ سے تو تم کئی بار معافیاں مانگ چکا ہے۔___ مراد نے یاد دلایا۔

تُجھ سے حساب نہیں۔۔۔ بچپن کا ساتھی ہے تو مراد ے۔____ شاہ میر کہہ کر کمرے میں جانے لگا۔

اور یہ تیری زندگی بھر کی ساتھی ہیں۔____ مراد نے پیچھے سے آواز لگائی تو وہ پلٹا۔

اس کو مجھ سے زیادہ اپنے باپ سے پیار ہے۔۔۔بس بات ختم۔____ شاہ میر نے کہا اور کمرے میں چلا گیا۔

مراد نے دیکھا ایمان کی آنکھ سے چھلکا پڑی تھی۔وہ آنسو پونچھتے ہوئے پھر سے اپنے پرانے کمرے میں چلی گئی اور دروازہ بند کر لیا۔وہ جانتی تھی کہ اب شاہ میر پھر سے اس سے بات نہیں کرنے والا۔۔

کچھ دن یوں ہی گزر گئے شاہ میر نے ایمان سے بات چیت بند کر رکھی تھی۔ پھر ایک دن اس نے اسے کمرے میں بلا کر پوچھا۔

مجھ سے محبت کرتی ہو یا اپنے باپ سے؟____ شاہ میر نے اُسکی آنکھوں میں دیکھ کر

سوال کیا۔

آپ سے۔۔۔____ایمان بولی۔اور کیا بولتی۔باپ کا نام لیتی تو شاہ میر آپے سے باہر ہو جاتا۔پھر ہنگامہ ہوتا۔رہنا تو اسے شاہ میر کے ساتھ ہی تھا۔

پھر اس کے لیے میرے ساتھ جھگڑا کیوں کیا؟____شاہ میر نے پوچھا۔

غلطی ہو گئی۔____ایمان نے اپنے آنسو ضبط کرتے ہوئے کہا۔اسے اپنی بے بسی پر رونا آرہا تھا۔اس کی آنکھوں کے سامنے پھر سے جلال احمد کا چہرہ آگیا۔پھر اس نے شاہ میر کی طرف دیکھا۔باپ کا پلڑا بھاری تھا۔حالانکہ اس باپ نے اس کے ساتھ ناانصافی کی تھی۔لیکن پھر بھی خونی رشتہ تھا۔اور نکاح کا رشتہ عزت احترام اور محبت سے بنتا ہے۔شاہ میر کی طرف سے ہمیشہ ہی اسے پریشانی ہی سہنی پڑی تھی تذلیل سہنی پڑی تھی مار سہنی پڑی تھی۔جو محبت ملی وہ بھی مطلب کے لیے تھی۔

بہت اچھی بات ہے تمہیں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔____شاہ میر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے بٹھایا اور بولا۔

ایک بیوی کے لئے سب کچھ اس کا شوہر ہونا چاہیے۔____شاہ میر نے کہا۔

پھر سے زندگی روٹین میں آگئی تھی۔سب کچھ نارمل چل رہا تھا۔کچھ عرصہ تو شاہ میر ایمان کے آگے پیچھے گھومتا رہا۔پھر ایمان نے محسوس کیا کہ وہ زیادہ وقت پھر سے گھر سے باہر گزارنے لگا ہے۔ایمان اس سے کوئی بات کرتی تو وہ روکھا سا جواب دے دیتا تھا۔اس کے رویے میں واضح بدلاؤ محسوس کر رہی تھی وہ۔ایسا کیوں ہو رہا تھا اسے سمجھ نہیں آرہی تھی۔

کھانا لاؤں آپ کے لیے؟۔____شام کو شاہ میر گھر آیا تو ایمان نے اس سے پوچھا۔

سکون سے گھر میں داخل تو ہو لینے دیا کرو۔تھوڑا بیٹھنے دیا کرو۔سانس لینے دیا کرو۔جب بھی گھر آتا ہوں ایک سوال کرتی ہو یہ کھائیں گے؟وہ کھائیں گے؟چائے لاؤں؟میں بیزار ہو گیا ہوں ان باتوں سے۔___شاہ میر نے بے زاری سے کہا اور چارپائی پر لیٹ گیا ایمان دیکھتی رہ گئی۔

پھر یہ روز کا معمول بن گیا۔وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر اس پر غصہ کرنے لگا جن باتوں میں غصہ کرنے والی کوئی بات نہیں ہوتی تھی نارمل باتیں ہوتی تھیں اُن میں بھی غصّہ کرتا تھا۔ایمان کا دل بوجھ جاتا تھا۔

دن کو تو باہر ہوتا ہی تھا اب رات بھی وہ باہر ہی گزارتا تھا اکثر۔رات دیر سے گھر آتا تھا

جب ایمان سو چکی ہوتی تھی۔

ایک دن وہ اپنے کمرے میں بیٹھی تھی کہ سکینہ آ گئی۔

ایمان مجھے تم سے بہت ضروری بات کرنی ہے۔____سکینہ رازداری والے انداز میں کہا تو ایمان تھوڑا پریشان ہوئی۔

کیا بات ہے چاچی؟ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔آپ کیا بات کرنے والی ہیں؟____ایمان سنبھل کر بیٹھ گئی اور پریشانی سے بولی۔

مجھے باہر کسی عورت نے بتایا ہے کہ تمہارے شوہر کا کسی دوسری عورت کے ساتھ چکر چل رہا ہے۔____سکینہ نے دبی دبی آواز میں بتایا وہ بار بار دروازے کی طرف دیکھتی جا رہی تھی کہ کہیں شاہ میر آ نا جائے اگر اس نے سن لیا تو وہ سکینہ کا حشر کر دے گا رشتے کا لحاظ کیے بغیر۔

ایمان کا دل ڈوب گیا وہ گہری سوچ میں چلی گئی۔اب اسے سمجھ آ گیا تھا کہ شاہ میر کا رویہ اس کے ساتھ روکھا روکھا سا کیوں ہے۔۔۔

آپ سچ بول رہی ہیں؟ کیا یہ خبر پکی ہے؟ ____ ایمان نے پوچھا۔

ہاں ہاں پکی خبر ہے۔ میں تو کہتی ہوں کہ کسی بھی روزہ کے کسی پیر بابا کے پاس چلو اور ابھی سے بندوبست کرو۔ ورنہ تمہارا شوہر تمہارے ہاتھ سے نکل جائے گا۔ کیسے فدا تھا تم پر دیکھو تم سے باتیں نہیں کرتا ہے۔ ____ سکینہ نے مشورہ دیا۔

لیکن مجھے ان سب چیزوں پر یقین نہیں ہے۔ تعویز گنڈے پر۔ ____ ایمان بولی۔

یقین کرنا پڑتا ہے۔ ____ سکینہ بولی۔

میں تمہیں ایک بات صاف صاف بتا دوں۔ یہ سب لوگ ایسے ہی ہیں۔ امیر بھی اپنے والدین اور بہن بھائیوں کے جیسا ہی ہے۔ اس نے تم سے دل بہلانا تھا تم سے دل بہلا لیا۔ اب اس کا دل تم سے بھر گیا ہے۔ اب وہ واپس نہیں آنے والا جب تک تم تعویز گنڈے نہ کرو۔ گاؤں کی ہر عورت ان حالت میں یہی کرتی ہے۔ ____ سکینہ نے بتایا۔

گاؤں کی ہر عورت ان حالات میں دعا کیوں نہیں کرتی ہے چاچی وہ تہجد کیوں نہیں پڑھتی ہیں؟ قرآن کیوں نہیں پڑھتی ہیں؟ اللہ کو یاد کیوں نہیں کرتی ہیں؟ مصیبت

پڑنے پر ایک مسلمان کو چاہئے کہ وہ اللہ کو یاد کریں اور یہ عورتیں سیدھا پیر بابا کو یاد کر کے ان کے پاس چلی جاتی ہیں.____ ایمان نے افسوس سے کہا۔

دیکھو ایمان میں ایک بابا کو جانتی ہوں۔____ سکینہ نے ایمان کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

ہم دونوں ساتھ چلیں گے۔ مجھے بھی اپنے بیٹے کے لیے لینا ہے تعویز کہ اس کا دل پڑھائی میں لگ جائے۔____ سکینہ کو اپنا مطلب تھا۔

نہیں چاچی رہنے دیں۔ بس زندگی گزر ہی جائیگی۔____ ایمان بولی۔

ارے تم نہیں جانتی ہوں ان باہر کی عورتوں کو یہ بہت خبیث عورتیں ہوتی ہیں۔ بیویوں کا پتا کٹوا دیتی ہیں ان کو گھر سے نکلوا تی ہیں۔____ سکینہ نے اسے ڈرایا۔

ایمان سوچ میں پڑ گئی۔

نہیں چاچی شاہ میر کو پتہ چل گیا تو مجھے جان سے مار دے گا میرا گھر سے نکلنا ناممکن ہے۔ میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتی۔ پہلے ہی زندگی عذاب بنی ہوئی ہے۔ ایسا کام کروں گی تو پھنس جاؤں گی۔____ ایمان ڈر گئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جیسے تمہاری مرضی میں تو تمہارے ساتھ مخلص ہوں۔ تمہارا بھلا چاہتی ہوں۔ میں دیکھ رہی ہوں تمہارا شوہر تمہارے ہاتھ سے نکل چکا ہے۔ تمہاری ساس ضرور اس کی دوسری شادی کروانے کے چکر میں ہے۔ مجھے تو لگتا ہے کہ ساجدہ نے ہے شاہ میر پر تعویذ کروائے ہیں تاکہ وہ تمہیں چھوڑ دے۔____سکینہ نے چسکا لیتے ہوئے کہا۔

ایمان پریشان ہو گئی۔

میرا سیاہ والا سوٹ استری کر دو۔____شاہ میر نے ایمان سے کہا جب وہ دوپہر کا کھانا کھا رہی تھی۔

وہ تو دھلا ہوا نہیں ہے میں کوئی اور استری کر دوں؟___ایمان نے کہا

کیا مطلب دھلا ہوا نہیں ہے؟ مجھے آج ہر حال میں وہ پہن کر جانا ہے شہر کام سے جا رہا ہوں۔____شاہ میر نے چلاتے ہوئے کہا۔ سب گھر والے کھانا کھا رہے تھے۔

اچھا میں ابھی دھو کر استری کر دیتی ہوں۔____ایمان نے کھانا آدھے نے چھوڑ دیا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جلدی جلدی ہاتھ جلاؤں شام تک مجھے جوڑا استری چاہیے۔_____شاہ میر کہتا ہوا باہر نکل گیا۔

مراد نے دیکھا ایمان نے کھانا آدھے میں چھوڑ دیا تھا اسے دکھ ہوا۔

پھر مراد بھی باہر چلا گیا۔

شام سے تھوڑی دیر پہلے مراد گھر آیا۔وہ چھت کی طرف جا رہا تھا کہ اچانک ایمان کے کمرے سے اس کی سسکیوں کی آواز سنائی دی۔وہ تھوڑا پریشان ہوا۔شاہ میر باہر تھا وہ دیکھ چکا تھا۔باقی گھر والے سب باہر سیر سپاٹوں میں تھے۔

پہلے اس نے سوچا کہ نظر انداز کر کے چلا جائے۔پھر اس کا دل نہیں مانا دروازہ آدھا کھلا ہوا تھا اس نے پورا دروازہ کھولا اور کمرے میں داخل ہو گیا۔

کیا بات ہے؟ خیر تو ہے آپ کیوں رو رہی ہیں؟____مراد نے کہا تو ایمان نے شاہ میر کا سیاہ سوٹ اسے دکھایا جو کہ استری کرتی ہوئی جل چکا تھا۔

یہ جوڑا جل گیا ہے مجھ سے اور تھوڑی دیر بعد ان کو یہ پہن کر جانا تھا۔اب وہ گھر آئیں گے اور میری بری حالت کریں گے۔___ایمان روئے جا رہی تھی اپنے دوپٹے سے

اپنے آنسو پونچھ رہی تھی۔

مراد نے افسوس سے اس کی طرف دیکھا۔اس کی پریشانی بجا تھی۔وہ سمجھ سکتا تھا کہ اس بات پر شاہ میر کتنا غصہ کرے گا۔

مراد تھوڑی دیر وہاں کھڑا رہا اور پھر اپنے کمرے میں آگیا۔اپنی الماری سے ہو بہو ویسا ہی سیاہ رنگ کا سوٹ نکالا۔جو کہ پہلے سے استری کر کے رکھا ہوا تھا۔وہ پھر سے ایمان کے کمرے میں آگیا اور سوٹ اس کے سامنے رکھا۔

میرا اور شاہ میر کا ناپ ایک ہی ہے۔ہم دونوں نے ایک ساتھ ہی یہ سوٹ لیے تھے۔ان دونوں جوڑوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔شاہ میر آئے تو آپ میرا یہ سوٹ اسے دے دیں۔اور اسے یہ مت بتائے گا کہ یہ سوٹ میرا ہے۔اگر اسے معلوم ہوا کہ آپ نے اس کا جوڑا جلا دیا ہے تو وہ غصہ کرے گا۔____ مراد کہتا ہوا وہاں سے نکل گیا۔

ایمان جوڑا دیکھا وہ بالکل ویسا ہی جوڑا تھا۔ایمان کی جان میں جان آئی۔اس نے جلا ہوا سوٹ چھپا دیا۔تھوڑی دیر بعد شاہ میر گھر آیا۔

سوٹ تیار ہے؟____اس نے پوچھا۔۔ایمان نے ڈرتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا اور جوڑا اس کے سامنے رکھا۔

شاہ میر لباس تبدیل کر کے تیار ہوا اور باہر چلا گیا۔

تیرا شوہر کسی کام سے باہر نہیں گیا ہے وہ ضرور اس عورت کے پاس گیا ہے۔____شاہ میر کے جانے کے بعد سکینہ نے ایمان سے کہا۔

آپ صحیح کہہ رہی ہیں۔میں سمجھ گئی تھی۔____ایمان نے کہا۔

یہ مرغی ہے۔میرے دوست آرہے ہیں اسے جلدی سے تیار کردو۔ایک گھنٹے کے اندر اندر۔____شاہ میر نے مرغی والا شاپر اسی پکڑاتے ہوئے کہا اور چلا گیا۔

ایمان نے لکڑیاں اکٹھا کی سالن بنانے کے لیے۔

پھر باقی کا سامان چولہے کے سامنے اکٹھا کیا۔اور نلکے سے پانی بھرنے چلی گئی۔واپس آئی تو دیکھا کہ کتا وہ شاپر لے کر بھاگ رہا ہے ایمان اس کے پیچھے بھاگی لیکن کتا مرغی والا شاپر لے کر بھاگ چکا تھا۔

ایمان کی حالت غیر ہو گئی۔اگر شاہ میر کو پتہ چلا تو وہ اس کا حشر کر دے۔وہ رونے جیسی ہو گی۔دوپہر کا وقت تھا۔ گرمی تھی اور ہو کا عالم تھا گھر میں۔گھر کے کچھ افراد باہر تھے تو کچھ سو رہے تھے۔ایمان کو کچھ سمجھ نہیں آیا کہ وہ کیا کرے۔اس کے پاس پیسے بھی نہیں تھے مرغی منگواتی جلدی میں۔۔اور نہ ہی تو کوئی اسے لا کر دیتا ہے۔وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی کہ اب کیا کرے۔

اچانک اس سے مراد یاد آیا۔۔وہ ایک دم سے مراد کے کمرے کی جانب بھاگی اور زور سے دروازہ بجایا۔مراد جو ابھی ابھی سونے کی تیاری کر رہا تھا کیلولہ کیلیئے۔اس طرح دروازہ بجنے پر حیران ہو گیا۔

اس نے دروازہ کھولا تو دیکھا سامنے ایمان کھڑی ہوئی ہے۔وہ حواس باختہ لگ رہی تھی۔

خیریت؟____مراد نے پریشانی سے پوچھا۔

وہ۔۔۔وہ۔۔کتا مرغی لے گیا۔____ایمان معصوم سی شکل بنا کر کہا۔

کتا مرغی لے گیا؟؟؟بات سمجھ نہیں آئی___مرد کو سمجھ نہیں آیا کہ وہ کیا کہہ رہی

ہے۔

شاہ میر کے دوست آئے تھے ان کے لیے کھانا بنانا تھا۔وہ مرغی لے کر آئے اور مجھے کہا کہ ایک گھنٹے کے اندر سالن تیار کرو۔میں پانی بھرنے گئی تو پیچھے سے کتا مرغی لے اڑا۔۔۔______ایمان اب رو دینے کو تھی۔

تو اس میں اتنا پریشانی والی کونسی بات ہے؟____مراد نے کہا۔۔۔پھر خود ہی مراد کو یاد آیا کہ شاہ میر غصّہ کرے گا۔

پلیز آپ مجھے کہیں سے بھی مرغی لا کے دے جلدی میں۔ورنہ میں مر جاؤں گی۔____ایمان اب رونے لگی۔

اچھا اچھا۔۔۔آپ رونا بند کریں۔____مراد نے کہ کر اپنی جیب سے موبائل نکالا۔اور ایک نمبر ڈائل کیا۔

ہاں صدام۔۔۔جلدی سے ایک مرغی لاؤ میرے گھر فوراً۔مہمان آئے ہیں۔____

مراد کسی کو فون پر ہدایت دے رہا تھا۔پھر اس نے فون کاٹ دیا۔

آرہی ہے مرغی۔____مراد نے کہا اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ایمان

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پریشان تھی لیکن مراد کو ہنسی آرہی تھی اس کی حالت دیکھ کر۔اس نے بمشکل اپنی مسکراہٹ کنٹرول کی۔ایمان چولہے کی طرف آئی۔

مراد ابھی تک دروازے کی چوکھٹ پر کھڑا مسکرا رہا تھا۔پھر باہر آیا۔۔۔تاکہ جس کو مرغی کا کہا تھا اس سے لے لے۔۔وہ اپنی مسکراہٹ چھپانے کے لئے نچلا ہونٹ دانتوں تلے دبا رہا تھا۔

ایمان دیکھ رہ تھی کہ مراد اس کی حالت پر مسکرا رہا ہے۔لیکن فی الحال اسے غصہ نہیں آرہا تھا بلکہ وہ پریشان تھی۔تھوڑی دیر میں صدام مرغی لے کر حاضر ہو گیا۔

یہ لیں مرغی۔____مراد مرغی اس کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

وہ اتنی پریشان تھی کہ شکریہ کہنا بھی بھول گئی۔اس نے مرغی لی اور فٹافٹ چلانے لگی۔اور جلدی میں سالن تیار کر دیا۔

ایک گھنٹے بعد شاہ میر کھانا لینے آیا تو سالن تیار تھا۔

ایمان کی جان میں جان آئی۔۔۔

ایک رات ایمان کی طبیعت خراب تھی۔ سر درد سے پھٹا جا رہا تھا۔اس نے کمرے میں سے سر درد کی گولی تلاش کی لیکن اسے نہیں ملی۔ پھر اس نے آہستہ سے دروازہ کھولا تھا کہ سکینہ سے سر درد کی گولی مانگ سکے۔وہ چاہتی تھی شاہ میر کی نیند خراب نہ ہو۔

وہ جانتی تھی سکینہ بھی اس وقت سو رہی ہو گی۔اس نے دیکھا سکینہ نے دروازے میں کنڈی لگا رکھی ہے۔وہ مایوس ہو کر واپس جانے لگی۔ پھر اسے پیاس محسوس ہوئی تو وہ پانی پینے کی غرض سے باہر مٹکے تک آئی۔مٹکے سے پانی بھرا اور چارپائی پر بیٹھ کر آرام سے پینے لگی۔

ساجدہ کی اچانک آنکھ کھل گئی۔اس نے کھڑکی سے باہر جھانکا تو دیکھا آدھی رات کو ایمان باہر کھڑی ہوئی ہے۔

اسی پل میں کوئی چور دیوار کود کر گھر میں داخل ہوا۔وہ شاید چوری کی نیت سے کسی اور گھر میں جا رہا تھا لیکن بھول میں یہاں آ گیا۔ جیسے ہی اس نے دیوار پھلانگی آواز سن کر ایمان نے چونک کر دیکھا تو در دیوار کے کوئی کھڑا ہوا تھا۔ساجدہ کی نظر بھی اس چور تک گی۔

کون ہے ؟؟؟کون ہے ؟؟ساجدہ نے زور زور سے چلانا شروع کیا تو چور بھاگ

گیا۔ساجدہ ایک دم سے باہر نکلی۔

شاہ میر اور مرید بھی ساجدہ کی چیخیں سن کر باہر آئے۔

کیاہوااماں ؟اور ایمان تم اتنی رات کو باہر کیا کر رہی ہو؟ شاہ میر نے پوچھاتوایمان کو اپنے پیروں سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔

ایمان کواپنے پیروں سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔

کیاہواہے چاچی آپ چیخ کیوں رہی تھیں؟____مراد نے پوچھا۔

میں نے دیکھا کوئی آدمی دیوار پھلانگ کر آیاہے۔____ساجدہ نے بتایا۔

تم بتاؤایمان تم آدھی رات کو یہاں باہر کیا کر رہی تھیں؟___شاہ میر نے غصے سے کہا۔

ابھی بھابھی کی تفتیش چھوڑواور چور کو تلاش کرو۔___مراد میں غصے سے کہااور اندر سے پستول لے کر آیا۔شاہ میر نے بھی اپنا پستول اٹھایااور گھر کے چاروں اطراف کی تلاشی دینے لگے۔

یہاں توکوئی بھی نہیں ہے۔____مراد نے کہا۔

میں نے خوداپنی آنکھوں سے دیکھاہے۔____ساجدہ بولی۔

کہیں تم نے تو کسی کو نہیں بلایا ایمان ؟___شاہ میر نے غصے سے پوچھا۔

یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں؟ میں ایسا کیوں کروں گی میں تو پانی پینے آئی تھی۔____ایمان نے ڈرتے ہوئے کہا۔

شاہ میر تمیز سے بات کرو ہمیشہ ہی گھٹیا باتیں کرتے ہو مجھے تمہاری یہ عادت بالکل بھی پسند نہیں ہے ذرا لحاظ نہیں ہے تم میں۔____مراد نے غصے سے کہا۔

سوچنے والی بات ہے مراد ہے یہ کیوں آدھی رات کو باہر کھڑی تھی اور اسی وقت کیوں کوئی دیوار پھلانگ کر آیا وہ تو میں نے چیخ ماری تو وہ بھاگ گیا ہو سکتا ہے شاہ میر سچ کہہ رہا ہو۔____ساجدہ بولی۔

مجھے پیاس لگی تھی میں بس پانی پینے آئی تھی۔اور میں کس کو بلاؤں گی میں نے تو آج تک گھر سے باہر قدم نہیں نکالا گاؤں میں کوئی مجھے جانتا بھی نہیں ہے۔____ایمان کہہ کر رونے لگی۔

اس گاؤں میں نہیں جانتا لیکن تمہارے اپنے گاؤں میں تو بہت سارے لڑکے تمہیں جانتے ہوں گے اور سکتا ہے وہاں سے کوئی آیا ہوں تم سے ملنے۔____ساجدہ نے شاہ

میر کے شک کو مزید ہوا دی۔

شاہ میر کا غصّہ مزید بڑھ گیا اور اس نے ایمان کو مارنا شروع کیا۔

مجھے ہمیشہ سے میرے دوست کہتے تھے کہ تمہاری بیوی بد کردار ہے لیکن میں نے ہمیشہ تمہاری طرفداری کی۔اپنے دوستوں سے لڑتا رہا۔۔اُن سے بات بند کی ان کے ساتھ بیٹھنا چھوڑ دیا۔ لیکن آج مجھے لگ رہا ہے کہ وہ صحیح کہہ رہے تھے تم واقعی بد کردار ہو۔____شاہ میر اسے لاتوں سے مار رہا تھا۔

مراد نے آگے بڑھ کر شاہ میر کو قابو کیا۔

مراد نے شاہ میر کا جسم تو قابو کر لیا تھا لیکن اس کی زبان کو قابو نہیں کر سکا۔

ایمان میں تمہیں طلاق دیتا ہوں۔۔۔____شاہ میر نے جب تیسری بار بولا تو ایمان سکتے میں چلی گئی۔

یہ کیا کر دیا شاہ میر تم نے؟____ساجدہ نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے حیرانی سے کہا۔

شاہ میر اب نڈھال سا چارپائی پر گرنے کے انداز میں بیٹھ گیا اور لمبی لمبی سانسیں لے رہا

تھا۔

وہ کمرے میں چلا گیا اور دروازہ زور سے بند کیا۔

ایمان ابھی تک مٹی میں گری ہوئی تھی۔

مراد افسوس سے اس بیچاری کو دیکھ رہا تھا۔

ساجدہ کی بھی بولتی بند ہو گئی۔

عجیب سی خاموشی فضا میں پھیل گئی کسی کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا بولے۔

سکینہ نے ایمان کو سہارا دے کر اٹھایا اور اسے اپنے کمرے میں لے گئی اور وہاں سلا دیا۔

صبح ہوتے ہی خبر پھیل گئی کہ دو چور گاؤں میں آئے تھے اور دو بھینسیں چرا کر لے گئے۔ گاؤں والوں کا کہنا تھا کہ وہ چور کافی گھروں میں گھومتے رہے بھینسوں کی تلاش میں۔ بلآخر شکور احمد کے گھر سے بھینسیں چوری کر کے لے گئے۔

اس کا مطلب رات واقعی چور تھے ایمان بے قصور تھی۔___ سکینہ نے کہا۔

کمرے میں ساجدہ سکینہ مراد اور شاہ میر کی میٹینگ چل رہی تھی۔۔۔رات ہونے والے واقعات کا صرف ان کو پتا تھا باقی گھر والوں کو بتانے سے ساجدہ نے سختی سے منع کیا تھا۔

سجدہ چاچی ساری غلطی آپ کی ہے آپ نے ہی شاہ میر کے شک کو ہوا دی۔

ونی میں آئی ہوئی لڑکی ہے واپس نہیں کر سکتے۔سارا گاؤں ہمارا مذاق اڑائے گا۔____ ساجدہ بولی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور آپ بنا کسی جائز رشتے کے اسے شاہ میر کے ساتھ اس گھر میں بھی نہیں رکھ سکتے اب۔____ مراد نے کہا۔

شاہ میر کی حالت بری تھی وہ بس غصے سے کسی غیر مرئی نقطے کو دیکھے جا رہا تھا۔اُسکی آنکھیں سرخ تھیں۔پچھتاوا ہی پچھتاوا تھا۔

مجھے ایک ترکیب آئی ہے۔____ ساجدہ نے سوچ کر بولا۔

کیا؟____ سکینہ بولی۔

ابھی یہ بات ہمارے درمیان ہے۔گھر کے باقی افراد کو بھی نہیں معلوم یہاں تک کہ

عافیہ اور صفیہ کو بھی نہیں معلوم کہ کیا ہوا ہے۔ہم اس بات کو راز ہی رکھتے ہیں۔____ساجدہ بولیں۔

لیکن راز رکھنے سے کیا ہو گا۔رشتا تو ختم ہو گیا اُسکا اور شاہ میر کا۔____سکینہ بولی۔

میں اس کا نکاح اپنے چھوٹے بیٹے رشید سے پڑھوا دونگی۔____ساجدہ کا اتنا کہنا تھا کہ شاہ میر غصے سے اٹھا۔

خبر دار اماں جو ایسی بات کی۔میں جان سے مار دونگا اس کو جس نے میری بیوی سے نکاح کا سوچا بھی۔____شاہ میر نے سرخ آنکھوں کے ساتھ ساجدہ کو دیکھ کر کہا۔

وہ اب تمہاری بیوی نہیں ہے۔____سکینہ بولی۔

شاہ میر میری پوری بات سن لو پھر غصّہ کرو۔ہم اسے واپس نہیں بھیج سکتے اگر ایسا کریں گے تو بدنامی ہو گی۔اور بنا کسی جائز رشتے کے اسے یہاں نہیں رکھ سکتے۔اب ایک یہی راستہ ہے کہ میں اُسکا نکاح رشید۔۔۔____شاہ میر نے ساجدہ کی بات مکمل نہیں ہونے دی۔

اماں آگے ایک لفظ مت کہنا۔میں اپنی بیوی اپنے چھوٹے بھائی کو دے دوں؟ جو بھی

صرف پندرہ سال کا ہے؟ کیا عزت رہ جائیگی میری میرے بھائی کی نظر میں؟ کوئی عقل ہے یاں نہیں؟ میں نہیں ہونے دوں گا ایسا کہ میری ہی آنکھوں کے سامنے ایمان میرے بھائی کی بیوی بن کر رہے۔____شاہ میر پھر دھاڑا۔

میں نے کہا نہ میری بات مکمل ہونے دو۔۔۔____ساجدہ اب کی بار چیخ کر بولی۔

میں اسے رشید کی بیوی نہیں بنا رہی۔ صرف حلالہ کرنے کا کہہ رہی ہوں۔ نکاح کے اگلے دِن ہی رشید سے کہیں گے کہ وہ اسے طلاق دے دے۔ پھر دوبارہ اس کا نکاح تم سے۔۔۔____ساجدہ بولی تو مراد غصے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

حد ہی ہو گئی۔۔۔____مراد کہتا ہوا باہر نکل گیا۔ وہ مزید اُن کی بکواس نہیں سن سکتا تھا۔

ساجدہ نے مراد کو جاتے ہوئے دیکھا اور پھر اپنی بات جاری کی۔

دیکھو شاہ میر یہی ایک واحد راستہ ہے۔ تم کچھ تو صبر کرو۔ ورنہ تمہیں ایمان کو واپس بھیجنا ہو گا۔۔۔اور سارا گاؤں لعنت ملامت کرے گا ہم پر۔ کیا عزت رہ جائیگی؟____ساجدہ نے سمجھایا۔

اب کی بار شاہ میر نے اُسکی بات پر کان دھرے۔

لیکن عدت؟____سکینہ بولی۔

عدت اسی گھر میں رازداری کے ساتھ اسے مکمل کرواتے ہیں۔ کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہو گی۔اور ایمان کا منہ بھی ہم کی بند کروانا ہو گا۔عدت پوری ہونے کے بعد اس کا نکاح رشید سے کروا کر حلالہ کرواتے ہیں۔____ساجدہ بولی۔

اماں رشید سے نہیں۔۔۔ ضمیر سے۔۔۔رشید بڑا ہو گا تو وہ اس بات کو یاد کریگا۔میں اس سے نظر نہیں ملا پاؤں گا۔وہ میرا چھوٹا بھائی ہے۔ ضمیر بڑا ہے۔اٹھارہ سال کا ہے۔ سمجھدار ہے۔اور میں اس کے آگے کم شرمندہ ہونگا بنسبت رشید کے۔____

شاہ میر نے اب آرام سے کہا۔

ہاں ضمیر بھی صحیح ہے۔بس ایک نکاح ہی تو کرنا ہے۔رشید نہ سہی ضمیر صحیح۔___

ساجدہ نے کہہ کر سکینہ کو دیکھا۔

سکینہ سوچ میں پڑ گئی۔اُسکا بیٹا بکرا بن رہا تھا۔ لیکن وہ چپ رہی۔شاہ میر باہر چلا گیا۔اب وہ پر سکون تھا کہ اس مسئلے کا کوئی تو حل نکلا۔وہ اس بات کو اپنی غیرت کے

خلاف سمجھ رہا تھا کہ اسکی بیوی کسی اور کے پاس چلی جائے۔

ایمان رات سے بے سدھ کمرے میں پڑی ہوئی تھی۔اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ اتنا سب کچھ ہو گیا ہے وہ تباہ و برباد ہو گئی ہے۔اس کا شاہ میر کا رشتہ ختم ہو گیا ہے۔بھلے شاہ میر کی طرف سے اسے کوئی خوشی میسر نہ تھی۔۔لیکن اسے ایک چھت میسر تھی جس میں وہ خود کو محفوظ تصور کرتی تھی۔اس کے لیے اس گھر کی بہت اہمیت تھی۔ہزاروں ظلم سہنے کے بعد بھی اسے اس گھر کی قدر تھی۔

وہ سارا دن اسی لئے کام کرتی تھی کیونکہ یہ اس کا اپنا گھر تھا۔وہ سوچتی تھی کہ وہ دربدر نہیں ہے۔اسے ایک چھت میسر ہے جس کے نیچے وہ سکون سے سوتی ہے۔جس میں وہ محفوظ ہے اپنے شوہر کے ساتھ۔لیکن آج اس سے یہ تحفظ بھی چھن گیا تھا۔

ایمان جیسی بے سہارا لڑکی سمجھ سکتی تھی کہ ایک گھر ایسی لڑکی کے لیے کتنی بڑی اہمیت رکھتا ہے یہ چار دیواری کتنی عزیز ہوتی ہے اسے۔جس میں اسے تحفظ کا احساس ہے۔

لیکن پھر اسے اپنے والد کا گھر یاد آیا۔اب اسے واپس اپنے والد کے گھر جانا تھا۔وہاں پر

بھی سوتیلی ماں کے ظلم وستم اس کے منتظر تھے۔وہ ایسی لڑکی تھی جیسے نہ میکے میں سکھ تھا نہ سسرال میں۔۔۔

وہ ہمت کر کے اٹھی اور اس نے اپنا سامان باندھا۔اور باہر آئی جہاں سکینہ اور ساجدہ بیٹھیں تھیں۔پاس ہی شاہ میر اور مراد بیٹھے تھے۔

سکینہ چاچی ان سے کہیں کے میرے ابا کو فون کریں کہ مجھے لینے آئیں۔____ایمان نے شاہ میر کی طرف دیکھے بغیر کہا۔

تم کہیں نہیں جاؤں گی تم ونی میں آئی ہو اور ونی میں آئی ہوئی لڑکی واپس نہیں جا سکتی۔____ساجدہ نے سختی سے کہا۔

لیکن اب میں یہاں بھی نہیں رہ سکتی ہوں آپ خود سوچیں کہ آپ کو خدا کا کوئی خوف نہیں ہے؟____ایمان بولی۔

شاہ میر کا سر جھکا ہوا تھا وہ نیچے زمین کی طرف دیکھتا جا رہا تھا اس کی آنکھیں ابھی بھی غصے سے سرخ تھیں۔مگر وہ چپ چاپ بیٹھا تھا وہ چاہتا تھا کہ ساجدہ ایمان سے بات کرے شاید وہ ایمان سے نظریں نہی ملا پا رہا تھا۔

تم اسی گھر میں عدت گزاروں گی۔اور عدت کے بعد تمہارا نکاح ہم ضمیر سے پڑھا دیں گے۔____ساجدہ سختی سے بولی۔

اور آپ سے کس نے کہہ دیا کہ میں ایسا کرنے پر راضی ہو جاؤ گی۔؟____ایمان بولی

تمہارا باپ بھی راضی ہو گا۔____شاہ میر ایک دم اٹھ کھڑا ہوا۔

شاہ میر آرام سے بیٹھ جاؤ مجھے بات کرنے دو۔____ساجدہ نے بیٹے کو آنکھیں دکھائیں اور اٹھ کر اسکے قریب آئی۔اس کے کان میں سرگوشی کی۔

میں ایسے آرام سے قائل کروں گی تمہارے غصہ پھر سے سب کچھ بگاڑ دے گا بہتر ہے تم چلے جاؤ ابھی یہاں سے۔____ساجدہ نے ہلکی آواز میں اس کے کان میں کہا۔

شاہ میر نے ایک نظر اپنی ماں کو دیکھا پھر کچھ سوچ کر وہاں سے چلا گیا۔

سنو لڑکی اگر تم واپس جانا چاہتی ہو تو پھر ٹھیک ہے اپنے باپ سے کہو کہ ہمیں خون بہا کے تیس لاکھ بھیج دے ورنہ پھر اپنے بیٹے کی جان کی قربانی دے دے۔____ساجدہ نے کہا۔

تم شاہ میر کے غصے سے واقف ہو۔اگر تم واپس چلی گئیں تو وہ یقینا تمہارے باپ اور

بھائی کو مار دے گا۔____ساجدہ نے مزید ڈرایا۔

مراد ایک نظر ساجدہ پر ڈالی اور وہ بھی وہاں سے چلا گیا۔

پتا نہیں کیا خناس بھرا ہے ان عورتوں کے دماغ میں۔۔۔____مراد زیر لب بڑبڑاتا ہوا چلا گیا۔

میں ہر گز کسی اور سے نکاح نہیں کروں گی۔اور نہ ہی تو اس گھر میں رہوں گی۔میں کمزور نہیں ہوں۔پہلے جتنا ظلم سہا یہ سوچ کر کہا کہ اپنے شوہر کے گھر میں ہوں۔یہاں کی آدھی عورتیں یہ سوچ کر ہی سسرال کے مظالم برداشت کرتی ہیں کہ وہ اپنے شوہر کے گھر میں ہیں۔لیکن اب جب شوہر ہی اپنا نہیں رہا تو میں کیوں آپ لوگوں کی بات مانوں؟_____ایمان نے کہا۔

کیونکہ تمہیں اپنے بھائی کی جان بچانی ہے۔___ساجدہ نے کہا۔

اسے حیدر یاد آیا۔۔۔حالانکہ اس کا حیدر سے کوئی خاص جذباتی تعلق نہیں تھا لیکن وہ شاہ میر کو بھی جان گئی تھی۔

آپ لوگ مجھے میرے والد کے گھر چھوڑ آئیں پھر ابو جو فیصلہ کریں گے وہی میرا فیصلہ

ہو گا۔____ایمان نے کہا۔

سکینہ اسے میری زبان سمجھ میں نہیں آ رہی ہے اسے تم اپنی زبان میں سمجھاؤ۔۔۔ ساجدہ نے کہا اور وہاں سے اٹھ کر چلی گئی۔

سکینہ اسے اپنے کمرے میں لے آئی۔

دیکھو ایمان یہ وقت سمجھ داری کا ہے۔ تم ہر پہلو پر غور کرو تو تمہیں ساجدہ کی بات صحیح لگے گی۔ سب سے پہلی بات یہ تھی کہ تمہاری واپس جانے سے تمہاری میکے والوں کو نقصان ہو گا۔ یا انہیں مالی نقصان اٹھانا پڑے گا یا جانی نقصان۔۔ تم شاہ میر کو جانتی ہو۔ دوسری بات یہ کہ تم ونی میں آئی ہو۔ اور یہ سرداروں کا فیصلہ تھا۔ واپس جا کر شاید ہی کوئی اور شخص تم سے شادی کرنے پر راضی ہو۔ شاہ میر نے غصے میں وہ سب کہا تھا۔ یہ تو شکر کرو کہ اس نے الزام لگا کر تمہیں قتل نہیں کیا غیرت کے نام پر۔ ورنہ گاؤں میں عورتیں ایسے ہی الزام پر قتل ہو جاتی ہیں۔ وہ شاید یہ سب نہیں چاہتا تھا لیکن غصے میں کہہ بیٹھا۔ تم عدت کا وقت یہاں آرام سے گزار لو۔ پھر ہم تمہارا حلالہ کروا کر واپس شامیر سے تمہارا نکاح کرا دیں گے۔ سب کچھ پہلے جیسا ہو جائے گا۔ وقت کے ساتھ ساتھ تم بھی یہ بات بھول جاؤں گی اور شاہ میر بھی بھول جائے گا۔ ابھی ہمارے

علاوہ کسی کو یہ معلوم نہیں ہے۔ تم سمجھداری سے کام لو۔ تم واپس شاہ میر کے پاس آ جاؤ گی اور سب صحیح ہو جائے گا پھر سب لوگ بھول جائیں گے اس واقعے کو۔ میری بات یاد رکھو شاہ میر تمہیں جان سے مار دے گا لیکن تمہیں واپس نہیں بھیجے گا تم اس کا حال دیکھ چکی ہو۔ بس تمہیں تھوڑی سی قربانی دینی ہو گی اور پھر تم اور شاہ میر دوبارہ سے ایک ساتھ رہنے لگو گے۔ تم دل پر ہاتھ رکھ کر بتاؤ کیا تم واپس شاہ میر کی نہیں ہونا چاہتی؟؟؟؟۔ ______ سکینہ کے سوال پر ایمان نے اسے زخمی نظروں سے دیکھا۔۔

ایمان نے بھی حالات کے آگے ہار مان لی۔ لیکن یہ راز راز نہیں رہ سکا۔ شاہ میر نے ہمیشہ کی طرح اپنے دوستوں کو بتادیا۔ اور اس کے دوستوں نے اس کا یہ راز فاش کر دیا۔

مجھے تم لوگوں سے یہ امید نہیں تھی۔ میں نے تم لوگوں کو دوست سمجھ کر اپنا راز بتایا تم لوگوں نے سارے گاؤں میں ڈھنڈورا پیٹ دیا۔ ____ شاہ میر نے اپنے دوستوں سے شکوہ کیا.

تم کیوں پریشان ہوتے ہو؟ تمہارے لیے لڑکیوں کی کمی تھوڑی ہے تم کسی سے بھی شادی کر سکتے ہو چھوڑ دو اس لڑکی کی جان۔ ___ قاسم نے کہا۔

دوسری شادی تو میں ضرور کروں گا۔ لیکن ایمان کی ملکیت کھونا نہیں چاہتا۔اور وہ ونی میں آئی ہے۔اس لیے واپس نہیں بھیج سکتا اسے۔____شاہ میر نے کہا۔

اسے شدت سے ایمان کے عدت ختم ہونے کا انتظار تھا اب۔

مراد کمرے میں لیٹا ہوا تھا کہ اسے کھڑکی کے باہر سے سکینہ اور سجدہ کی باتوں کی آواز آنے لگی۔ان دونوں کو لگ رہا تھا کہ شاید مراد چھت پر ہے۔

ویسے ساجدہ مجھے یہ بات سمجھ نہیں آرہی ہے کہ تم ایمان کو پسند نہیں کرتی ہو۔اور تم چاہتی تھی کہ شاہ میر اسے چھوڑ دے لیکن اب تم کیوں بضد ہو کہ وہ اسی گھر میں رہے۔؟ حلانکہ تمہاری جان بھی اس سے چھوٹ گئی ہے تم چاہو تو اسے واپس بھیج سکتی ہو.۔____سکینہ کے ذہن میں کب سے یہ بات کھٹک رہی تھی آج اس نے ساجدہ سے پوچھ ہی لیا.

ساری بات سمجھ داری کی ہے۔پہلی بات تو یہ کہ مجھے اس عرصے میں اندازہ ہو گیا کہ ایمان بے زبان ہے۔دوسرا یہ کہ وہ گھر کا سارا کام کرتی ہے۔صفائی دینا، کھانا بنانا،

کپڑے دھونا۔ تیسری بات یہ کہ اب شاہ میر بھی اس سے ویسے محبت نہیں کرتا جیسے پہلے کرتا تھا۔ اگر میں نے شاہ میر کی شادی کسی اور سے کرائی تو ضرور وہ لڑکی طاقتور ہو گی، تیز ترین ہو گی، گھر کا کوئی کام نہیں کرے گی اور شاہ میر کو اپنے قابو میں کر لے گی۔ اس کی زبان بھی دس گز ہو گئی کیونکہ وہ ونی نہیں ہو گی۔ میں نے بہت سوچنے سمجھنے کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ میں شاہ میر کی دوسری شادی نہیں کروں گی۔ ایمان کا حلالہ کروا کے اس کی شادی شاہ میر سے کرواؤں گی تاکہ ایمان یہ گھر سمبھالے اور میرے قابو میں رہے۔ دوسری لڑکی آئی تو وہ شاہ میر کو الگ کر لے گی ساری زمینوں کا خرچہ اپنے قبضے میں کروا لیگی ہم لوگ بھوکے مریں گے۔___ ساجدہ کی بات سن کر سکینہ حیران ہو گئی اس نے واقعی لمبی سوچی ہوئی تھی۔

(اپنی بیٹیوں کی زبان نہیں دیکھتی یہ عورت جو دس گز کی ہیں۔۔۔) سکینہ نے دل میں کہا۔

کمرے میں لیٹے ہوئے مراد میں ساجدہ کی ساری باتیں سن لی تھیں۔

ایمان نے اسی گھر میں عدت گزاری۔ لیکن اس سے کام کر بھی کروایا گیا۔ یہ عدت بس

نام کی عدت تھی۔۔۔وہ بے چاری کمرے سے باہر سارا کام کرتی تھی اپنا چہرہ نقاب میں لپیٹ کر۔

بالآخر وہ دن بھی آگیا جس کا شاہ میر کو شدت سے انتظار تھا۔ایمان کی عدت ختم ہوئی تو اگلے دن ہی شاہ میر نے ضمیر کو پکڑ لیا۔

میں ہر گز یہ کام نہیں کروں گا میری جان بخش دیں آپ لوگ۔____ضمیر اس بات سے خوفزدہ ہو گیا وہ سادا سا لڑکا تھا اسے غصہ آگیا اور وہ اسی وقت بس پکڑ کر شہر چلا گیا اپنے دوست کے پاس۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس کے جانے سے شاہ میر پریشان ہو گیا۔

تو پریشان کیوں ہوتا ہے ہم تیرے تین تین دوست ہیں قربانی دینے کے لیے۔تیرے لیے اتنا نہیں کر سکتے کیا ہم؟____حامد نے کہا تو شاہ میر پریشان ہوا۔اسے اُن میں سے کسی پر بھروسہ نہیں تھا۔اُن سب کی نیت آنکھوں سے پہچان رہا تھا۔

وہ ساری رات سو نہیں سکا اسے ضمیر کے علاوہ کسی پر بھروسہ نہیں تھا۔ایک ایسا حساس معاملہ تھا جس میں وہ کسی پر بھروسہ نہیں کر پا رہا تھا۔

وہ سوچ سوچ کر پریشان ہو گیا اسے نیند بھی نہیں آرہی تھی۔اچانک ہی اسے ایک آئیڈیا آیا۔وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور اپنے کمرے سے باہر نکلا۔مراد کے کمرے میں آیا اور آہستہ سے دروازہ بجایا۔

مراد بھی جاگ رہا تھا۔وہ موبائل میں انٹرنیٹ چلا کر کوئی فلم دیکھ رہا تھا۔دروازے پر دستک ہوئی تو اس نے دروازہ کھولا۔

خیر تو ہے؟___اس نے شاہ میر کو دیکھا تو پوچھا۔

مجھے تم سے بہت ضروری بات کرنی ہے۔____شاہ میر اندر آگیا اور اس نے دروازے کو کنڈی لگا دیا چارپائی پر بیٹھ گیا۔

دیکھ مراد، تو آخری انسان ہے جس پر میں بھروسہ کر سکتا ہوں۔______شاہ میر کی بات مکمل نہیں ہوئی تھی۔مراد سمجھ گیا اور آدھے میں کاٹ دی اس کی بات۔

میں ایمان سے نکاح نہیں کروں گا۔____مراد نے اپنے ٹراؤزر کی جیبوں میں ہاتھ ڈال کر شاہ میرے سے کہا۔اُس کے چہرے پر سخت تاثرات تھے۔

انکار مت کرو مراد۔۔۔تم میری آخری امید ہو۔میں اسے کھونا نہیں چاہتا میں نے

ایک ایک دن گنا ہے اس عرصے میں۔____شاہ میر نے بے بسی سے کہا۔

تم نے ہمیشہ میرا ساتھ دیا ہے میں امید کرتا ہوں کہ تم آج بھی اس پریشانی میں میرا ساتھ دو گے .____شاہ میر نے کہا۔

اور اگر میں نے تمہارا بھروسہ توڑ دیا تو؟____مراد نے کہا۔

مجھے یقین ہے تم ایسا نہیں کرو گے۔ تم ایمان کی عزت کرتے ہو میں جانتا ہوں۔ تم نے کبھی بھی اسے غلط نظر سے نہیں دیکھا۔ میں لوگوں کی نظریں پہچانتا ہوں۔____شاہ میر نے کہا۔ وہ جانتا تھا مراد نے کبھی ایمان کو بری نظر سے نہیں دیکھا۔

کافی دیر تک مراد سوچتا رہا۔۔۔ پھر بولا۔

ٹھیک ہے تمہارے لئے یہ بھی صحیح۔۔۔___مراد نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

شاہ میر نے خوشی سے اسے گلے لگا لیا۔

میں جانتا تھا تو میری مدد ضرور کرے گا۔۔۔____شاہ میر جذباتی ہو گیا۔

مراد نے اس کی بات پر ہلکا سا مسکرا دیا۔

صبح سویرے ہی شاہ میر نے قاضی کو بلایا اور نکاح کا بندوبست کیا۔

ایمان ابھی بھی سمجھ رہی تھی کہ اس کا نکاح ضمیر سے ہو رہا ہے۔وہ نہیں جانتی تھی کہ ضمیر گھر چھوڑ کر چلا گیا ہے۔جب نکاح خواں نے ضمیر کی جگہ مراد کا نام لیا تو وہ حیران رہ گئی اس نے حیرت سے سکینہ اور ساجدہ کو دیکھا۔

ان دونوں نے اسے ہاں بولنے کا اشارہ دیا۔

ایمان کی نظروں کے سامنے مراد کا چہرہ آ گیا۔

کیا سوچ رہی ہو ایمان جلدی سے ہاں دو۔____ساجدہ نے کہا۔

ایمان تو جیسے سکتے میں ہی چلی گئی تھی۔پھر ساجدہ کی آواز پر وہ چونکی اور اس نے "قبول ہے" کہا.

نکاح ہو گیا تھا اور سب چلے گئے جو نکاح کے لیے آئے تھے گواہ بن کر۔

اسے طلاق دے دے مراد۔۔۔سب کے جانے کے بعد ایک دم شاہ میر مراد کے پاس آیا اور اس نے کہا۔

اتنی جلدی کیا ہے ؟ ابھی ابھی تو نکاح ہوا ہے۔۔۔کم از کم رات تک صبر کرو.____

مراد نے مسکراتے ہوئے شامیر کے کاندھے پر ہاتھ رکھا اور بولا۔

شاہ میر کا دل ایک پل کو ڈوب کر ابھرا تھا۔ لیکن وہ کچھ بولا نہیں چپ ہو کر بیٹھ گیا اور رات کا انتظار کرنے لگا۔

رات ہوئی تو شاہ میر پھر مراد کے پاس آیا۔

شاہ میر مسئلہ یہ ہے کہ میں جنت میں جانا چاہتا ہوں۔۔۔اور اس طرح سے پلاننگ کیا حلالہ کرنے والا جنت میں نہیں جا سکتا۔۔۔____مراد نے آرام سے شاہ میر کے سر پر بم پھوڑا۔۔۔

یہ تم کیسی باتیں کر رہے ہو تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔۔۔____شاہ میر نے غصے سے کہا۔

میں نے کوئی وعدہ نہیں کیا تھا۔ میں نے تو یہ تک کہا تھا کہ اگر میں تمہارا بھروسہ توڑ دوں تو۔۔۔میرا نکاح کا ارادہ ضرور تھا لیکن طلاق دینے کا بالکل بھی نہیں ہے۔۔____مراد نے پر سکون ہو کر کہا۔

شاہ میر ایک دم سے باہر آیا۔

اماں، ابا چاچی۔۔۔دیکھیں یہ مراد کیا کہہ رہا ہے۔۔____شاہ میر کی آواز پر سب وہاں اکٹھا ہو گئے۔

کیا کہہ رہا ہے؟____شاہ میر کے والد صادق احمد نے کہا۔

یہ کہہ رہا ہے کہ یہ یہ ایمان کو طلاق نہیں دیگا۔____شاہ میر کی آواز کمرے میں بیٹھی ہوئی ایمان نے بھی سنی تو اس کے پیروں تلے سے جیسے زمین نکل گئی اور سر پر آسمان آ گرا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مراد کیا یہ سچ کہہ رہا ہے؟___ساجدہ نے پوچھا۔

جی بالکل سچ کہہ رہا ہے۔____مراد نے آرام سے کہا۔

ایمان بھی کھڑکی کے قریب آکر کھڑی ہوئی۔اور سُننے لگی۔

تم ہمیں دھوکا نہیں دے سکتے مراد۔____ساجدہ نے کہا۔

آپ لوگ چاہیں جو کچھ بھی کرلیں معصوم کے ساتھ لیکن کوئی آپ کو دھوکا نہ دے۔۔۔آپ اس پر الزام لگائیں۔۔۔اس کی تذلیل کریں۔۔۔اسے جانوروں کی

طرح کام لیں۔۔۔آپ کچھ بھی کر لیں۔کوئی آپ کو کچھ بولنے والا نہیں۔۔۔لیکن دوسرا کوئی آپ کو کچھ بھی نہ کہے یہاں تک کہ آپ کو دھوکا بھی نہ دے۔آپ ہر طرح کا ظلم کریں اس پر لیکن آپ کے ساتھ کوئی برا نہ کرے۔۔____اس بار مراد کی آواز تھوڑی اونچی ہوئی۔

ایمان حیرت سے اب کھڑکی کے پار سے مراد کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔جو اس وقت اس کا شوہر تھا اور اس کے حق میں بول رہا تھا۔

ایمان سے نکاح تو میں کر کے رہوں گا ہر حال میں۔۔____شاہ میر نے مراد کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سختی سے کہا۔

میری لاش پر سے گزر کر کر لینا نکاح اس سے۔۔۔کیوں کے میرے جیتے جی تو یہ ممکن نہیں۔___مراد نے بھی شاہ میر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔دونوں کی آنکھیں چار تھیں اس پل دونوں کافی دیر تک ایک دوسرے کو ایسے ہی سرخ آنکھوں سے دیکھتے رہے۔

تم ایسا نہیں کر سکتے میرے ساتھ۔____شاہ میر ضبط کی انتہاء پر تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بات بلکل صاف ہے شاہ میر۔۔۔اب جب تک میں زندہ ہوں ایمان کو طلاق نہیں دونگا۔ایمان سے نکاح کرنے کے لیے یاں تو تمہیں میرے مرنے کا انتظار کرنا ہو گا ۔۔۔یاں پھر خود مجھے جان سے مار دو۔۔۔مار سکتے ہو مجھے؟____ مراد نے بھی ضبط سے کہا۔وہ جانتا تھا شاہ میر اسے نہیں مار سکتا۔

ٹھیک ہے اب ایمان ہی فیصلہ کرے گی کے اسے کہ کس کے ساتھ رہنا ہے۔____ شاہ میر نے پورے یقین سے کہا۔۔۔اسے یقین تھا ایمان اس کا ساتھ دی گی۔

ایمان۔۔۔ایمان۔۔۔شاہ میر پوری قوت سے جلایا۔

اس کا چلانا سن کر ایمان کے پاؤں لرزنے لگے۔

وہ باہر نہیں آئی خوف کے مارے تو شاہ میر اندر جا کے اسے ہاتھ سے کھینچتا ہوا باہر لایا۔

ہاتھ چھوڑو اس کا۔۔۔____ مراد نے ایک دم آگے بڑھ کر ایمان کا ہاتھ شاہ میر کے ہاتھ سے چھڑایا۔اور اسے اپنے ساتھ کھڑا کیا۔

اب گھر والے اس وقت خاموش کھڑے مراد اور شاہ میر کی جنگ دیکھ رہے تھے اور اس انتظار میں تھے کہ کیا فیصلہ ہوتا ہے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بتاؤ ایمان۔۔۔بولو تمہیں میرے ساتھ رہنا ہے۔____شاہ میر نے کہا تو ہمیشہ کی طرح ایمان ڈر گئی۔

پلیز مراد آپ مجھے طلاق دے دیں۔۔۔میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں۔____ ایمان نے روتے ہوئے مراد کے سامنے ہاتھ جوڑے تو مراد مسکرا دیا۔

ابھی بھی آپ اس سے ڈر رہی ہیں؟ یہ لوگ اب آپ کے حاکم نہیں رہے۔۔۔اب جو کچھ بھی ہوں آپ کا میں ہی ہوں____مراد نے کہا۔وہ سمجھ گیا کہ ایمان صرف خوفزدہ ہے شاہ میر کے غصّے سے۔

مجھے کچھ نہیں پتہ مجھے چھوڑ دیں آپ۔____ایمان کا جواب سن کر شاہ میر نے فاتحانہ انداز میں مراد کو دیکھا۔

سوری۔۔۔میں تو اب ایسا نہیں کرنے والا۔۔۔مراد کہتا ہوا اپنے کمرے میں چلا گیا۔

ایمان ابھی بھی شاہ میر کو خوف بھری نگاہ سے دیکھ رہی تھی۔

شاہ میر سر پکڑ کر چارپائی پر بیٹھ گیا۔اس کا دماغ کھول رہا تھا۔وہ پھر سے مراد کے پیچھے اس کی کمرے میں گیا۔

میں نے تم پر اس لیے بھروسا کیا کیونکہ تم نے کبھی غلط نگاہ ایمان پر نہیں ڈالی تھی۔____شاہ میر کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا بولے۔

اس وقت وہ تمہاری بیوی تھی اور میری بھابھی۔۔میں اس کے بارے میں اس وقت سوچ بھی نہیں سکتا تھا ایسا کچھ۔۔۔اور اب وہ میری بیوی ہے اور تمہاری بھابھی۔اب میں تم سے بھی یہی امید کرتا ہوں کہ تم بھی اس کے بارے میں ایسا کچھ نہیں سوچو گے۔____مراد نے کہا۔وہ پر سکون ہو کر چارپائی پر لیٹ گیا اور موبائل میں گیم کھیلنے لگا۔

شاہ میر اس کی اطمینان پر حیران تھا۔

میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تم مجھے اتنا بڑا دھوکا دوں گے۔____شاہ میر نے بے بسی سے کہا۔

میں کبھی بھی ایسا نہیں کرتا۔۔۔ذرا مجھے امید ہوتی تھی اس سے دوبارہ نکاح کے بعد اسے خوش رکھوں گے۔لیکن تم سب نے اس بیچاری کو ہمیشہ اپنے مطلب کے لئے استعمال کیا۔مگر سوری میں ایسا نہیں کر سکتا۔___مراد نے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مگر وہ تمہارے ساتھ رہنا نہیں چاہتی وہ میرے ساتھ رہنا چاہتی ہے تم نے اس کا جواب سن لیا۔___۔شاہ میر نے اس بار آرام سے کہا۔جو غصے سے کام نہیں بنا تو وہ آرام دہ لہجے میں بات کرنے لگا۔

شاہ میر تم اپنا اور میرا وقت ضائع کر رہے ہو۔بہتر یہی ہو گا کہ جا کر سو جاؤ۔۔۔اور اس بات کو بھول جاؤ۔۔۔ تمھیں دوسری لڑکیاں مل جائیگی۔ مگر اب ایمان تمہیں نہیں ملنے والی۔____مراد موبائل پر ہی نظریں مرکوز کرتے ہوئے بولا وہ شاہ میر کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا۔

شاہ میر کافی دیر کھڑا اسے دیکھتا رہا۔پھر باہر آ گیا۔

ایمان ابھی بھی وہاں کھڑی خوف سے کانپ رہی تھی۔

شاہ میر نے ایک نظر ایمان پر ڈالی۔۔۔دوسری نظر گھر والوں پر۔۔۔اور پھر باہر نکل گیا۔پھر وہ ساری رات باہر دوستوں کے ساتھ ہی رہا۔

ایمان بوجھل بوجھل قدم اٹھائے اسی کمرے میں چلی گئی جس میں پہلے وہ سویا کرتی تھی وہاں جا کر وہ چارپائی پر لیٹ گئی۔اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ کیا ہو گیا۔ لیکن

جو بھی ہوا تھا وہ ایسا نہیں چاہتی تھی۔

اس نے تو سوچا تھا کہ وہ دوبارہ شاہ میر سے نکاح کر کے پھر سے ویسی زندگی گزارے گی۔ویسے ہی غلامی دے گی۔مراد کے ساتھ زندگی گزارنے کا تو اس نے کبھی سوچا ہی نہیں تھا۔نا ہی تو اس نے کبھی مراد کو اس نظر سے دیکھا تھا۔

کیا اب مجھے باقی کی زندگی مراد کی بیوی بن کر اس گھر میں رہنا ہو گا؟___۔اس نے خود سے سوال کیا۔

سب گھر والوں کو تو جیسے سانپ ہی سونگ گیا تھا۔کوئی کچھ بول ہی نہیں سکا۔

شاہ میر کے ابا آپ مراد کو سمجھایں وہ آپ کی بات نہیں ٹالتا ہے۔____ساجدہ نے بے بسی سے صادق احمد سے کہا۔وہ جانتی تھی کہ مراد سے بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔وہ ان کی بات کو خاطر میں ہی نہیں لائیگا۔جب اس نے شاہ میر کی نہیں سنی تو وہ ساجدہ کی کیا سنے گا۔

تم جانتی ہو مراد کسی کی نہیں سنتا ہے وہ اپنی مرضی کا مالک ہے۔میرے سمجھانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے اب۔وہ پہلے سے یہ سب کچھ طے کیے ہوئے تھا۔جب اس نے شاہ میر کو

چپ کروادیا تو میں کیا چیز ہوں۔____صادق احمد بولے۔

لیکن آپ ایک کوشش تو کرکے دیکھیں۔____ساجدہ نے کہا تو وہ مراد کے پاس آئے۔

مراد مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی۔۔۔____صادق احمد نے کہا۔

میں بہت معذرت خواہ ہوں چاچا جان کہ میں آپ کی امیدوں پر پورا نہیں اتر سکتا

مراد نے موبائل ایک طرف رکھا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ ____اب۔

کیا میں یہ سمجھوں کہ میری بہو کو دیکھ کر تمہاری نیت خراب ہو گئی ہے؟____صادق احمد میں کہا۔

نہیں آپ یہ سمجھیں کہ میں خدا سے ڈرتا ہوں۔۔۔اور وہ کام نہیں کر سکتا جو اس کے نزدیک ناپسندیدہ ہے۔____مراد نے کہا۔

اگر تم نے ایمان کو نہیں چھوڑا تو میرا بیٹا پاگل ہو جائے گا وہ کچھ بھی کر سکتا ہے خود کو مار بھی سکتا ہے یا تمہیں مار دے گا تم جانتے ہو اسے۔____صادق احمد میں اسے ڈرایا۔

ایسا کچھ نہیں ہو گا اگر اسے مارنا ہوتا تو آج خود کو یا مجھے مار ہی دیتا۔کچھ دن بعد وہ سب

بھول جائے گا آپ آرام سے رہیں۔____مراد بولا۔

میں گاؤں والوں کو کیا منہ دکھاؤں گا؟____انہوں نے کہا

ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ ہم خدا کو کیا منہ دکھائیں گے۔۔۔____مراد نے اُنہیں لاجواب کر دیا۔

صادق احمد نے اپنی ٹوپی اتار کر مراد کی کے قدموں میں رکھ دیں یہ آخری حربہ تھا جو وہ آزمارہے تھے۔

مراد نے تھوڑی دیر ان کو دیکھا اور پھر اپنے قدموں میں پڑی ان کی ٹوپی کو دیکھا۔

پھر ان کی ٹوپی اٹھا کر صاف کی اور ان کے سر پر رکھ دی دوبارہ۔

میں آپ کی عزت کرتا ہوں اور ہمیشہ تک کرتا رہوں گا۔۔۔لیکن اس وقت مجھے سب سے زیادہ اپنی بیوی کی عزت عزیز ہے۔۔۔ورنہ میں آپ کی بات ضرور مانتا۔____مراد نے کہا اور باہر نکل گیا۔

بلآخر صادق احمد کو مراد کی ضد کے آگے ہار ماننی پڑی۔کوئی اور ہوتا تو وہ ان سے جھگڑا کرتے۔لیکن وہ ان کے مرحوم بھائی کا بیٹا تھا اور ان کی ایک ہی نشانی تھا۔اور انہیں عزیز

بھی تھا۔وہ چپ چاپ وہاں سے واپس چلے گئے۔

کیا بھائی ہمیں تو آپ کی شادی کی بہت ارمان تھے۔۔۔ہم نے سوچا تھا ایسی بھابی لائیں گے ایسے کپڑے پہنیں گے۔۔۔وغیرہ وغیرہ۔۔۔لیکن آپ نے تو اس ایمان سے ہی نکاح کر لیا۔۔۔ہمیں تو وہ اچھی نہیں لگتی۔____اب کی بار عافیہ اور صفیہ دونوں اس کے پاس آئی اور شکوہ کرنے لگیں۔

اگر تم اسے میری نظر سے دیکھو تو تمہیں اچھی لگے گی۔اور کپڑے میں تم لوگوں کو بہت اچھے اچھے لا کر دوں گا۔۔شہر میں ولیمہ کروں گا اپنا انشاءاللہ اور تم لوگوں کو وہاں لے کر جاؤں گا۔وہاں پر اپنے سارے ارمان پورے کر لینا۔____مراد نے ان دونوں سے کہا۔

وہ تو صحیح ہے لیکن ہمیں بھابھی نہیں پسند۔۔____عافیہ بولی۔۔

میں نے کہا نا اسے میری نظر سے دیکھو۔تمہیں پسند آجائے گی۔____مراد نے کہا۔

اب ہمارے پاس تو اپنی ہی نظریں ہیں اور ہم انہیں آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں اب آپ کی نظر سے کیسے دیکھیں بات سمجھ نہیں آئی۔____صفیہ نے کہا۔

چلو اب دونوں میرا دماغ مت کھاؤ سونے جاؤ جا کر۔___ مراد نے کہا تو وہ دونوں اپنے کمروں میں گھس گئیں۔

مراد اٹھا اور ایمان کے کمرے میں آیا۔وہ وہاں حواس باختہ بیٹھی ہوئی تھی۔مراد کو دیکھ کر وہ ٹھیک سے بیٹھ گئی۔

مراد نے دروازہ بند کیا اور اس کے پاس آکر کھڑا ہو گیا۔

کل صبح آپ میرے ساتھ شہر چل رہی ہیں۔اپنی پیکنگ کر لیں آج ہی۔میری جاب لگی ہے اور آپ وہاں میرے ساتھ رہیں گی۔____ مراد نے کہا تو ایمان ایک دم سے چارپائی سے اتری اور اس کے سامنے آکر کھڑی ہو گئی۔

میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں مجھے آزاد کر دیں۔ورنہ شاہ میر پتا نہیں کیا کر لیں۔____ ایمان نے کہا اس کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑا۔

مراد میں سینے پر ہاتھ باندھے اور اسے دیکھتا رہا پھر اس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ پھیل گئی۔

میں ایسا کر کے آپ کو دو ٹکے کا نہیں کرنا چاہتا۔۔____ مراد نے کہا۔

آپ خواہ مخواہ مجھے اہمیت دے رہے ہیں میری ذات کی کوئی اہمیت نہیں ہے میں ونی میں آئی تھی میں صرف کام کے لئے بنی ہوں میں ایک غلام ہوں باندی ہوں اور اس سے زیادہ میری کوئی حیثیت نہیں ہے۔____ایمان اب چارپائی کے کنارے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔

مراد حیرت سے اسے دیکھتا جارہا تھا۔

میں نے کہا نہ آپ اپنا سامان باندھ لیں۔ صبح ہوتے ہی ہم دونوں یہاں سے چلے جائیں گے۔____مراد نے کہا۔

آپ کو جانا ہے تو چلے جائیں لیکن مجھے کہیں نہیں جانا____ایمان نے کہا اس کا سر جھکا ہوا تھا۔

میں آپ کو اس طرح سے اب اس گھر میں چھوڑ کر نہیں جا سکتا مجھے کسی پر بھی بھروسہ نہیں رہا اب خاص کر شاہ میر پر۔ میں آپ کو اس کے ساتھ اس گھر میں اکیلا چھوڑ کر نہیں جا سکتا۔____مراد نے اس بار سختی سے کہا۔

ایمان سوچ میں پڑ گئی۔

میں نے کبھی بھی آپ کے بارے میں نہیں سوچا اس طرح سے۔ میرے دل میں ہمیشہ سے شاہ میر تھے۔ میرے لئے بہت مشکل ہے ان کے علاوہ کسی اور کا سوچنا۔____ ایمان نے چہرہ دوسری طرف پھیر کر کہا۔

اب کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔____ مراد کہہ کر وہاں سے چلا گیا۔

بے وقوف لڑکی کیوں اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار رہی ہو؟ جب کہ قسمت میں تمہیں اتنا اچھا موقع دیا. چلی جاؤ مراد کے ساتھ۔۔۔ساجدہ نے صرف تم سے کام کروانے کے لیے یہ سب کیا ہے۔تاکہ وہ تمہیں ساری زندگی نوکرانی بنا کر رکھ سکے وہ بھی مفت کی۔ کیونکہ اس نے دیکھ لیا تھا کہ تم شاہ میر کے دل سے اتر چکی ہو۔ تم جاؤ گی تو ان کو لگ پتا جائے گا جب سارا کام کرنا پڑ جائے گا ماں بیٹیوں کو۔۔۔____ سکینہ نے سمجھایا۔

پر شاہ میر؟____ ایمان نے کہا۔

بھول جاؤ شاہ میر کو۔ ذلت اور رسوائی کے سوا اس نے تمہیں دیا ہی کیا ہے۔۔____ سکینہ نے اس کا برین واش کیا۔ لیکن پھر بھی اس کا ذہن مراد کو قبول نہیں کر پا رہا

تھا۔اور ناہی تو یہاں سے جانا چاہتی تھی۔اسے بس یہی خوف تھا کہ شاہ میر پیچھے کوئی ہنگامہ کرے گا۔اس کے دل میں شاہ میر کا خوف اس قدر بیٹھ چکا تھا کہ وہ اس سے آگے کچھ سوچ ہی نہیں پا رہی تھی۔

بس اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھی۔ایمان مراد کے ساتھ شہر جا رہی تھی۔او کس دل سے تیار ہوئی تھی وہ نہیں جانتی تھی۔مراد نے ضد کی کہ اسے آنا ہی پڑا۔سکینہ نے بھی اسے بہت سمجھایا۔لیکن وہی ایک خوف اس کے دل میں تھا۔اور اسے شاہ میر کا خیال آ رہا تھا۔وہی شاہ میر کے غصے سے ڈر لگ رہا تھا۔اس کے دل میں شاہ میر کا اتنا خوف بیٹھا چکا تھا کہ اسے یہ بھی ہوش نہیں تھا کہ اب شاہ میر کا اس سے کوئی رشتہ نہیں۔

کچھ لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں بنا کسی حق اور باطل اکیا سی رشتے کے ہمارے سروں پر حاوی ہو جاتے ہیں۔ان کا خوف ہمیں جینے نہیں دیتا ہے۔ان کا خوف ہمیں خوشیاں محسوس کرنے نہیں دیتا ہے۔ان کا خوف ہمیں آزادی تک محسوس کرنے نہیں دیتا۔اور ایسے لوگوں کو ہم خود ہی سر چڑھا لیتے ہیں۔

ایک ایسا شخص جس نے ہر پل کی تذلیل کی۔ایک ایسا شخص جس نے دوستوں کے بیچ میں اس کے راز فاش کئے۔ایک ایسا شخص جس نے مطلب کے لئے محبت دکھائی۔ ایک ایسا شخص جس نے الزام لگایا۔۔۔جس نے شک کی بنیاد پر اسے صفائی کا موقع دیے بغیر ہی رشتا توڑ دیا۔ایمان کے ذہن میں آج بھی وہی شخص سوار تھا۔۔۔وہ اپنے مہربان شوہر کے پہلو میں بیٹھی اس شخص کا سوچ رہی تھی۔۔۔

گاؤں سے شہر تک یہ آٹھ گھنٹے کا سفر بھی اختتام پذیر ہوا۔وہ دونوں بس سے اترے اور مراد نے رکشے والے کو اشارہ کیا۔اپنا سامان اس میں ڈالا۔ایمان کو بٹھایا اور خود بھی بیٹھ گیا۔شام ہونے والی تھی۔

رکشا ایک بلڈنگ کے قریب آکر رکا۔وہ دونوں رکشے سے اترے۔وہاں پر ایک شخص مراد کے انتظار میں کھڑا تھا۔

یہ لو اپنے فلیٹ کی چابی۔_____اس شخص نے چابی مراد کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔اور آدھا سامان اٹھایا۔آدھا مراد نے اٹھایا۔

بلڈنگ میں تیسری منزل پر موجود ہوں ایک فلیٹ میں داخل ہوئے۔یہ دو کمروں کا ایک نیا فلیٹ تھا۔جس کی دیواروں سے رنگ کی بو آرہی تھی۔سفید رنگ شدہ

دیواریں چمک رہی تھیں۔ چھوٹے سے لاؤنج کے ساتھ اوپن کچن نظر آرہا تھا۔اور ایک پتلی سی گلی جیسی جگہ تھی۔آگے دو دروازے دکھائی دے رہے تھے وہ یقیناً کمروں کے تھے۔

ضرورت کا جو سامان تم نے لکھ کر دیا تھا وہ میں نے لے کر رکھ دیا ہے جو رہ گیا ہے وہ تم خود لانا اب میں چلتا ہوں۔____ وہ شخص یقیناً میرا دوست تھا۔جس نے مراد کے کہنے پر پہلے سارا انتظام کر رکھا تھا۔اس کا نام جنید تھا۔

کوئی کام ہوا تو فون کر لینا میرا فلیٹ یا سامنے ہی ہے۔____ جنید نے کہا اور وہاں سے چلا گیا۔

ایمان جلدی سے ایک کمرے میں گھس گئی۔اس سے مراد سے الجھن ہو رہی تھی۔وہاں پر خالی کمرے میں مار بل پر ہی بیٹھ گئی اور سوچنے لگی۔

ارے آپ نیچے کیوں بیٹھی ہیں؟____ مراد نے کہا اور لاؤنج میں موجود فوم کمرے میں لئے آیا۔

مراد کہہ کر باہر آیا۔وہ سمجھ گیا تھا کہ ____ اس پر آرام کریں آپ تھک گئی ہو نگی۔

ایمان اس سے کترا رہی ہے۔

اس نے دوسرا فوم اٹھایا اور دوسرے کمرے میں ڈال دیا۔لاؤنج نے سامان جو رکھا ہوا تھا وہ بے ترتیب تھا۔یہ تو اب صبح ہی جا کر سیٹ ہونا تھا۔

مراد دوسرے کمرے میں لیٹ گیا وہ بہت تھکا ہوا۔پھر اسی کا خیال آیا کہ ایمان کو چائے کی طلب ہو گی۔اسے خود بھی طلب ہو رہی تھی سفر کی وجہ سے۔اور سوچ ہی رہا تھا کہ ڈور بیل بجی۔

مجھے لگا تمہیں چائے کی ضرورت ہے اس وقت۔____جنید چائے لیکر حاضر ہو گیا۔

واقعی بہت ضرورت تھی۔____مراد نے تھرماس اس سے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا۔۔۔

یہ پیسے لو اور نیچے ہوٹل سے کھانا بھی لے آؤ۔____مراد نے اسے پیسے دیئے۔

نہیں آج تم میرے مہمان ہو۔میری بیوی نے کھانا تیار کر لیا ہے۔تم چائے پیو جب تک میں کھانا لے آؤں گا۔____جنید نے کہا۔

مراد چائے کپ میں بھر کر ایمان کے پاس آیا۔اور اسے چائے پیش کی۔اس نے دیکھا

ایمان کا موڈ خراب ہے۔

میرا غصّہ چائے پر مت اتاریں۔____مراد نے چائے اس کے سامنے رکھی اور دوسرے کمرے میں آ گیا۔

ایمان نے چائے کو دیکھا اسے طلب بہت تھی۔وہ چائے اٹھا کر پینے لگی۔

دو دن گھر سے باہر گزارنے کے بعد تیسرے دن شاہ میر گھر آیا تو دیکھا کہ ایمان اور مراد دونوں شہر جا چکے ہیں۔

اماں میری شادی کرواؤ جلدی۔میں بھی بتا دوں گا مراد کو کہ وہ آخری لڑکی نہیں تھی۔اس سے اچھی لڑکی سے شادی کرواؤ میری۔____شاہ میر نے ساجدہ سے کہا۔

ہاں بہت اچھی لڑکیاں دیکھ رکھی ہیں میں نے۔____ساجدہ نے بے بسی سے کہا۔

لڑکی میں نے دیکھ لی ہے آپ بس رشتا لے کر جائیں اس کے گھر۔____شاہ میر نے کہا تو ساجدہ کا دل ڈوب گیا۔جس کا ڈر تھا وہی ہوا۔

کون سی لڑکی؟____ساجدہ نے ڈرتے ہوئے پوچھا۔

چاچا ظہور کی بیٹی نور۔____شاہ میر نے کہا تو ساجدہ غصے سے کھڑی ہو گئی۔

میں ہر گز اس شیطان لڑکی سے تمہاری شادی نہیں کروں گی۔____ساجدہ بولی۔

اور میں ہر حال اس سے شادی کر کے رہوں گا۔میں میں اس سے شادی کا وعدہ کیا ہے۔____شاہ میر نے کہا۔

وہ انتہائی بد تمیز لڑکی ہے۔اچھی شکل سے دھوکا مت کھاؤ۔تم سے پہلے نہ جانے کتنے لڑکوں کے ساتھ چکر چلا چکی ہے وہ۔____ساجدہ نے کہا۔

بس کریں اماں۔۔۔ایمان سے بھی تو نے ایسے ہی بد گماں کیا تھا مجھے۔تیری وجہ سے آج یہ دن دیکھنا پڑا ہے مجھے۔____شاہ میر نے غصے سے کہا۔

ایمان سے بد گمان میں نے نہیں اس نور نے کیا تھا تمہیں۔اسی لڑکی کی وجہ سے تم نے ایمان کو چھوڑ دیا تھا۔اسی کے چکر میں پڑ کر اپنا گھر خود خراب کیا تم نے۔____ساجدہ نے کہا۔

میں کچھ نہیں سنوں گا کہیں میرا رشتہ لے کر جاؤ نور کے گھر۔ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔____شاہ میر کہتا ہوا نکل گیا۔ساجدہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

مراد نے سارا گھر سیٹ کر دیا تھا۔ لیکن ایمان اس سے بات نہیں کرتی تھی۔ وہ بس وقت پر کھانا بناتی تھی باقی کام کرتی تھی اور اپنے کمرے میں گھس جاتی تھی۔ دونوں الگ الگ کمروں میں رہ رہے تھے۔

ایک دن مراد اس کے لئے بہت سارے ریڈی میڈ جوڑے اور جوتے لے کر آیا۔ وہ جانتا تھا کہ ایمان اس کے ساتھ شاپنگ پر نہیں چلے گی۔ لیکن وہ یہ بھی جانتا تھا کہ ان چیزوں کی اسے ضرورت ہے۔

مجھے نہیں چاہئے کچھ۔____ ایمان نے چہرہ دوسری طرف کرتے ہوئے کہا تو مراد مُسکرا دیا اور اس کے قریب آ کر بیٹھ گیا۔

آپ ناراضگی میں بھی بہت پیاری لگتی ہیں۔____ مراد نے کہا۔

مجھے آپ کے ساتھ نہیں رہنا۔____ وہ تھوڑا دور ہو کر بولی۔

مگر مجھے آپ کے ساتھ ہی رہنا ہے۔____ مراد پھر قریب ہوا۔

آپ جائیں یہاں سے۔۔۔____ ایمان نے پریشانی سے کہا۔

اچھا اچھا جاتا ہوں۔ میرے جانے کے بعد شاید آپ ان چیزوں پر نظر ڈال لیں... مراد نے کہا۔ اور اپنے کمرے میں چلا گیا۔

ایمان نے کپڑوں کی طرف دیکھا۔ پھر ایک ایک کرکے انہیں کھول کر دیکھا۔ پہلی بار کوئی اتنے چاہ سے اس کے لیے کچھ لایا تھا۔ ایک عجیب سا احساس اسے ہونے کہا۔

آدھی رات کو مراد اٹھا۔۔ اس کے قدم ایمان کے کمرے کی جانب بڑھنے لگے۔ اس نے ہولے سے دروازے کا ہینڈل گھمایا اور دروازہ کھولا۔ ایمان کمرے میں نیم اندھیرا کیے سو رہی تھی۔ کمرے میں نارنجی رنگ کا زیرو بم بلب جل رہا تھا۔ مراد آہستہ سے چلتا ہوا اس کے قریب آیا اور پاس بیٹھ کر اس کہ چہرہ دیکھنے لگا۔

ایمان سو رہی تھی اس کے چہرے پر اطمینان واضح دکھائی دے رہا تھا۔ مراد اسے دیکھے گیا۔

انمول لڑکی۔۔۔ دنیا نے تمہیں کتنا بے مول کر دیا تھا۔۔۔ مگر میں ایسا ہونے نہیں دونگا۔____ مراد نے اس کے قریب ہو کر سرگوشی کی۔ پھر اس کے چہرے سے ایک

لٹ ہٹائی تو اس کی آنکھ کھل گئی۔مراد کو قریب دیکھ کر وہ جیسے اچھل پڑی۔

آ۔۔آپ۔۔آپ یہاں کیا کر رہے ہیں اس وقت۔؟؟___ایمان ایک دم سے اٹھ بیٹھی۔

اپنی بیوی کو دیکھ رہا ہوں۔۔۔آپ کو کوئی پرابلم ؟____مراد نے ابرو اچکا کر کہا۔

آپ یہاں سے چلے جائیں۔____ایمان نے ہلکی آواز میں کہا۔

کیوں چلا جاؤں ؟____مراد بولا۔

کیوں کے میں آپ کے لائق نہیں ہوں۔آپ مجھ سے اچھی لڑکی کے حقدار ہیں۔میں ونی ہوں۔۔۔طلاق یافتہ ہوں۔میری کوئی حیثیت نہیں۔میں آپ کے سامنے اپنے آپ کو کمتر محسوس کرتی ہوں۔____ایمان نے کہا تو مراد مسکرا دیا۔

آپ کو لگتا ہے کہ میں نے یہ سب آپ سے ہمدردی میں کیا ہے ؟____مراد نے کہا تو ایمان نے اثبات میں سر ہلایا۔

ایمان۔۔۔____مراد نے پیار سے اس کا نام پکارا اور پر اُسکی ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر بولا۔

ساجدہ چاچی کی باتیں میں نے سن لی تھیں۔وہ صرف کام کے لیے آپ کو واپس لانا چاہ رہی تھیں۔اور شاہ میر کو بس گاؤں والوں کے تانوں کی فکر تھی۔کسی کو نہ آپ سے ہمدردی تھی نہ محنت اور نے آپ کی قدر۔۔۔اس دن جب آپ نے میرے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹا کر کہا تھا کہ میں مرغی لا دوں ورنہ آپ مر جائیں گی۔۔۔تو اس پل آپ مجھے بہت معصوم اور پیاری لگی تھیں۔اس دن کے بعد میں ٹھیک سے سو نہیں سکا۔مجھے بار بار آپ کا خیال آتا تھا۔۔۔جب آپ شاہ میر کا جوڑا جل جانے پر معصومیت سے آنسو بہا رہیں تھیں۔۔۔اس پل بھی میرا دل ڈوب کر اُبھرا تھا۔۔۔کئی بار آپ کو دیکھ کر میرا دل دھڑکا تھا۔لیکن میں ہر بار خیال جھٹک دیتا کیوں کہ آپ کا رشتہ اس وقت میرے لیے قابلِ عزت تھا۔لیکن میں بھی انسان تھا۔خیال آنا فطری بات ہے۔خیال کو جھٹکنا اور حاوی کرنا فطری نہیں یہ ہمارے بس میں ہوتا ہے۔______مراد سانس لینے کو رکا۔۔۔پھر اپنی بات جاری رکھی۔

پھر جب شاہ میر نے آپ کو طلاق دی تب بھی میں نے موقع سے فائدہ نہیں اٹھایا۔۔۔تب بھی چپ رہا۔۔۔کیوں کہ جانتا تھا کہ کوئی راضی نہیں ہو گا اور شاہ میر آپ کو واپس اپنانا چاہتا تھا۔

جب شاہ میر میں میری منت کی کہ میں ہلالہ کر لوں تب بھی میں نے انکار کر دیا۔ لیکن اسی پل میں نے فیصلہ کیا کہ جب قسمت خود آپ کو میری جھولی میں ڈال رہی ہے تو میں کیوں نہ دل کی سنوں۔۔۔اور یہ بھی جانتا تھا کہ اگر کوئی اور حلالے کے لیے راضی ہوا تو بھی شاہ میر اور ساجدہ چاچی آپ پر واپس مظالم شروع کر دینگے۔ آپ ایک بار پھر سے جہنم میں چلی جائیں گی۔ اسی لیے میں راضی ہو گیا۔۔۔ ہلالہ کے لیے نہیں۔۔۔ آپ کو اپنانے کے لیے۔۔۔____ایمان حیران ہو کر مراد کی باتیں سن رہی تھی۔

(کیا میں اتنی خوش نصیب ہوں) ایمان نے دل میں سوچا۔ اس نے مراد کو دیکھا۔ وہ بہت پیارا لڑکا تھا۔ صورت کا بھی اور سیرت کا بھی اور اس سے اظہارِ محبت کر رہا تھا۔ اس کا شوہر تھا۔ اور کیا چاہئے تھا اسے۔

ایمان میں تم سے محبت کرنے لگا ہوں۔____مراد نے اسے اپنے حصار میں لیتے ہوئے کہا۔ ایمان کا دل کسی بے لگام گھوڑے کی مانند دوڑنے لگا۔

پتا ہے ایمان جہاں خوشیاں برس رہی ہوں نا وہاں پہلے پُہنچ جانا چاہیے۔۔۔ اس سے پہلے کہ خوشیوں کی بارش برسنی بند ہو جائے۔____مراد نے اس کا چہرہ ٹھوڑی سے اوپر

کرتے ہوئے کہا۔

ایمان نے ایک نظر اسے دیکھا پھر نظریں جھکالیں۔

ایمان تمہاری پلکیں بہت خوبصورت ہیں۔۔۔____مراد نے کہا تو اس کی جھکی ہوئی پلکیں لرزنے لگیں۔

اتنا ڈر کیوں رہی ہو۔؟ میں تو تمہاری تعریف کر رہا ہوں۔لڑکیاں تو خوش ہوتی ہیں اپنی تعریف پر۔____مراد نے کہا تو اس بار ایمان مسکرادی۔اس کے گالوں پر گڑھے اُبھرے تھے۔

تمہارے ڈمپل بھی بہت پیارے ہیں۔____مراد نے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لے کر کہا۔

ایمان کا دل کیا اس سے کہے کے آپ بھی بہت اچھے ہیں۔۔۔میرا دل جیت لیا ہے آپ نے۔۔۔محبت سے بڑھ کر عزت سے دل جیت لیا۔ایمان کے دل میں بہت کچھ تھا لیکن وہ کہہ نہیں پا رہی تھی۔

کیا سوچ رہی ہو؟____مراد نے اسے خیالوں میں گم دیکھا تو کہا۔اس نے نفی میں سر ہلا

دیا۔

تم اتنی خوبصورت ہو۔۔۔میں نے اپنی ساری زندگی میں اتنی پیاری لڑکی نہیں دیکھی۔ جو بنا میک اپ کیے۔۔۔بنا پارلر جائے۔۔۔عام سے لباس میں اتنی پیاری اور معصوم ہو۔ایمان میں تمہیں ساری زندگی خوش رکھوں گا یہ میرا وعدہ ہے۔____ مراد نے کہا تو ایمان خوشی سے سرشار ہوگی۔جیسے وہ ہمدردی سمجھ رہی تھی وہ تو محبت تھی۔اور ایسی رات دونوں نے نئی خوشیوں بھری زندگی کا آغاز کیا تھا۔

نور نے آتے ہی سب کو ناکوں چنے چبوا دیے تھے۔شاہ میر کی ضد پر چٹ منگنی پٹ بیاہ ہوگیا۔اور شادی بھی اس نے دھوم دھام سے کی۔یہ کہہ کر کے پہلی شادی سادگی سے ہوئی تھی۔اور نور کی بھی یہی فرمائش کی کہ شادی دھوم دھام سے ہو۔شاہ میر گاؤں والوں کو دکھانا چاہتا تھا کہ اسے لڑکیوں کی کمی نہیں ہے۔اور اسے بیوی بھی مل گئی ہے۔

محترمہ اٹھو اب کام پر لگ جاؤ ہفتہ ہوگیا ہے کمرے میں بند پڑی ہو۔____ ساجدہ نے کمرے میں آتے ہی اسے آرڈر دیا۔

میں نوکر کسی کے باپ کی نہیں ہوں۔____نور نے فوراً جواب دیا۔

زیادہ اکڑ مت دکھاو تمہاری اکڑ نکالنا مجھے آتی ہے۔____ساجدہ نے اسے بالوں سے دبوچ لیا۔نور چلانے لگی

شاہ میر۔۔شاہ میر۔۔۔

اس کی آواز سن کر شاہ میر فوراً اندر آیا۔

.دیکھو تمہاری ماں مجھ پر ظلم کر رہی ہے۔____نور نے روتے ہوئے کہا

اماں یہ کیا طریقہ ہے؟____شاہ میر بولا۔

تم تو چپ کرو زن مرید۔بہو ہے آخر کام کرے گی نا۔۔ایک ہفتے سے میں اس لئے لحاظ کر رہی تھی کہ نئ نویلی دلہن ہے۔کب تک یوں میڈم بیٹھی رہے گی۔____ساجدہ نے غصے سے کہا

اپنی دونوں لاڈلی وں سے کام کروائے ناوہ کس لیے ہیں۔____نور نے کہا۔

میری بیٹیاں تمہاری نوکر نہیں ہیں اور کل کلاں کو شادی ہو کر اپنے سسرال جائیں گی۔پھر تو تمہیں کام کرنا ہی ہو گا۔____ساجدہ نے کہا۔

میں نے کونسا ہمیشہ اس گھر میں رہنا ہے۔شاہ میر مجھے شہر میں اپنا گھر لے کے دیں مجھے گاؤں میں نہیں رہنا۔___نور نے شاہ میر سے کہا۔

اما کیوں تنگ کر رہی ہو اسے ؟پہلے ایمان کو تنگ کیا اب اس کے پیچھے پڑ گئی ہو۔_____ شاہ میر نے بیوی کی سائیڈ لی۔

شاہ میر میں تمہیں کچا چبا جاؤں گی۔اگر تم نے اپنی بیوی کے سامنے میری بے عزتی کی تو۔ماں ہو تمہاری۔____ساجدہ نے کہا۔

میں ہر گز کام نہیں کروں گی۔میں ایمان نہیں ہوں جسے مار کر آپ کا نوکر بنا دیں۔میں خاندانی لڑکی ہوں۔اسی گاؤں کی ہوں۔اور اسی خاندان کی۔____نور نے کہا۔

بڑی آئی خاندانی۔۔۔شادی سے پہلے میرے بیٹے کو پھنسا لیا۔اس کے ساتھ چکر چلایا۔اور خود کو خاندانی کہتی ہو۔خاندانی تو ایمان تھی۔مجال ہے جو کبھی اونچی آواز میں بات کی ہو۔چپ چاپ سارا گھر سنبھالتی تھی۔ویسے میں نے کئی بار مارا مگر اس نے اس تک نہیں کی۔ناہی تو کبھی شاہ میر سے شکایت لگائی۔____ساجدہ نے کہا.

ایمان تو ایمان کو مارتی تھی؟۔___شاہ میر نے حیرت سے پوچھا۔

.کہ تو ایسے رہا ہے جیسے تو نے کبھی نہیں مارا۔____ساجدہ نے کہا

.میں اس کا شوہر تھا مار سکتا تھا۔لیکن کسی کو مارنے نہیں دیتا۔____شاہ میر نے کہا

بس کرو یہ ایمان نامہ۔۔۔ نہیں سن سکتی میں اس کا ذکر۔ نفرت ہے مجھے اس سے۔میرا مقابلہ اس گھٹیا لڑکی سے مت کریں۔____نور نے چلاتے ہوئے کہا۔

گھٹیا وہ نہیں گھٹیا تو ہے۔۔۔وہ تو گلاب کا پھول تھی۔بے زبان معصوم۔۔۔ تیرا اس سے کیا مقابلہ۔۔۔بس ہم نے ہی قدر نہیں کی۔____ساجدہ نے نور کو جلانے کے لئے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاں۔۔۔اماں اب ایسا بول رہی ہوں میرا گھر تباہ کر کے۔۔۔پہلے تو اس پر الزام لگایا تو نے۔۔۔میرے دل میں شک پیدا کیا۔اور اب اس کی تعریفیں کر رہی ہو۔حد ہے دوغلے پن کی۔____شاہ میر بولا۔

ہاں تو ہو گی مجھ سے غلطی۔تیرے دوستوں نے بھی کم بھڑ کایا تجھے۔۔۔تو میری نہیں اپنے دوستوں کی باتوں میں آگیا تھا۔____ساجدہ نے کہا۔

شاہ میر اپنی ماں کو یہاں سے نکالوں ورنہ میں گھر چھوڑ کر چلے جاؤ گی۔____نور نے

چلاتے ہوئے کہا۔

تمیز سے بات کرو یہ میری ماں ہے۔____شاہ میر نے کہا۔

پہلے خود تو عزت کر لو اپنی ماں کی پھر مجھے تمیز سکھانا۔____نور نے کہا.

تم لوگوں کا جھگڑا تمہیں جانوں میں چلا جاتا ہوں یہاں سے۔____شاہ میر کہہ کر چلا گیا۔

تجھے تو میں دیکھتی ہوں۔____ساجدہ نے اسے مارنا شروع کیا۔بدلے میں نور نے بھی ساجدہ پر حملہ کر دیا۔ساجد بوڑھی تھی نور جوان۔۔۔نور نے اسے مارنا شروع کر دیا تو وہ نڈھال کر زمین پر پڑی رہی۔

عافیہ صفیہ آ کر مجھے بچاؤ دونوں۔۔____ساجدہ چلانے لگی۔

اف یہ صرف یہ دونوں کانوں میں ہینڈ فری لگا کر گانے سن رہی تھیں۔البتہ سکینہ بھاگتی ہوئی آئی اور اس سے بچایا۔

کیا کر رہی ہو نور ہو تمہاری ساس ہے تم سے بڑی ہے کوئی تمیز ہے یا نہیں تمہیں؟____سکینہ نے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بڑے جب ماریں گے تو پھر انہیں عزت کہاں سے ملے گی؟____نور نے اسے مارنا چھوڑ دیا اور اب غصے سے دیکھ رہی تھی۔

سکینہ مجھے پانی پلاؤ۔مجھے میرے کمرے تک لے جاؤ۔میرا انگ انگ دکھ رہا ہے۔کمینی نے اتنا مارا ہے۔پتا نہیں کیا کھاتی ہے۔____ساجدہ نے کہا تو سکینہ اسے سہارا دے کر کمرے میں لے گئی۔

ہائے نور کی بچی۔میرا جوڑ جوڑ درد کر رہا ہے۔____ساجدہ سر دوپٹے سے باندھ کر پڑی ہوئی تھی برآمدے میں۔۔۔دور سے شاہ میر آتا دکھائی دیا

کیا ہوا اماں ایسے کیوں پڑی ہو؟____شاہ میر نے ساجدہ کو دیکھا تو پوچھا۔

تیری بیوی نے مار مار کے میری درگت بنا دی ہے۔دیکھ تو میرے زخم۔____ساجدہ نے اپنے ہاتھوں اور چہرے کے زخم دکھاتے ہوئے کا جن میں ہلکے سے نیل پڑے ہوئے تھے.

میں ابھی اس کی خبر لیتا ہوں۔____شاہ میر کہہ کر اپنے کمرے کی جانب بڑھا۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری ماں کو مارنے کی؟____اس نے غصے سے نور سے کہا۔

اتنا ہی پیار ہے نا اسے تو آج رات وہیں پر سو جانا۔____نور نے اسے دھکا دے کر کمرے سے نکال دیا اور کنڈی لگا دی۔وہ آپ کسی بیوقوف کی طرح کمرے کے دروازے کو دیکھ رہا تھا۔

پھر ماں کے پاس آیا۔

کیا ہوا نکال دیا نا اس نے کمرے سے تجھے۔بڑا شوق چڑھا تھا شادی کا۔اب بھگتو۔____ساجدہ نے کہا۔

شاہ میر کہتا ہوا باہر نکل گیا۔___تو تجھے کیا ضرورت تھی اس سے جھگڑا کرنے کی؟

اماں مجھ سے نہیں ہوتا اتنا سارا کام۔مراد بھائی سے کہیں ایمان کو لے آئیں یہاں۔____عافیہ بولی۔

تجھے کام کی پڑی ہے؟ تیری ماں مر رہی ہے درد سے۔____ساجدہ بولی۔

کوئی اتنا درد نہیں ہے تجھے اماں۔۔جانتی ہوں سب شاہ میر کو دکھانے اور نور کو بدنامی کرنے کہا ڈراما ہے۔____عافیہ نے کہا۔

بتمیز ماں کو ڈرامے باز کہتی ہے؟____ساجدہ کو غصّہ آگیا۔

مراد تو لے اڑا اس ہیرے کو۔۔۔اور یہ کھوٹا سکہ ہمارے نصیب میں آگیا۔۔ساجدہ نے افسوس سے کہا

صبح کی پہلی کرن سے ایمان کی آنکھ کھل گئی۔وہ آنکھیں مسلتے ہوئے اٹھ بیٹھی۔اس کے پہلو میں مراد گہری نیند سو رہا تھا۔آج اتوار تھا اس لیے آفس کی چھٹی تھی۔اتوار کے دن وہ ویسے بھی دیر سے اٹھتا تھا۔

ایمان نے اسے دیکھا اور اپنی قسمت پر رشک کرنے لگی۔رات جتنی محبت مراد نے اس پر نچھاور کی تھی اس کے اسے یقین ہو گیا تھا کہ یہ صرف ہمدردی نہیں بلکہ محبت بھی ہے۔

اس نے اپنے بال جوڑے میں قید کئے اور اٹھنے لگی تو ایک دم سے مراد نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔وہ حیران ہوئی اسے لگا مراد گہری نیند سو رہا ہے۔

آپ جاگ رہے ہیں؟____ایمان نے پوچھا۔

اب جاگ گیا ہوں۔____وہ خوابیدہ نگاہوں سے بولا۔

میرا ہاتھ تو چھوڑ دیں مجھے ناشتہ بنانا ہے۔____ایمان نے اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کی۔

. چھڑا سکتی ہو تو چھڑا لو۔____مراد نے کہا

ایمان نے پورا زور لگایا لیکن نہیں چھڑا سکی۔ مراد مسکرائے جا رہا تھا اس کی طرف دیکھ کر۔

چلو میں خود ہی چھوڑ دیتا ہوں کہیں اس نازک سی گڑیا کا ہاتھ ٹوٹ نہ جائے____مراد نے کہا۔

وہ اٹھنے لگی تو پھر اس کے دوپٹے کا پلو مراد نے پکڑ لیا۔

یہ کیا حرکت ہے؟____وہ پھر بولی۔

اب دوپٹہ چھڑا کر دکھاؤ۔____مراد نے کہا تو وہ دوپٹہ بیڈ پر ہی پھینک کر آگے بڑھی اور کچن میں آئی۔ مراد اس کی اس حرکت پر مسکرا دیا۔ پھر منہ دھو کر اس کے پیچھے کچن میں آیا۔

وہ چائے بنا رہی تھی۔ مراد نے پیچھے سے اس کے بازو اس کی گرد حمائل کئے۔

اب چائے گر جائے گی۔___ایمان تنگ ہوئی۔

گرنے دو۔____مراد اب صلیب سے ٹیک لگا کر کھڑا ہوا اور سینے پر ہاتھ باندھ کر پیار سے ایمان کو دیکھنے لگا۔وہ تھوڑی پزل ہوئی۔

آپ کمرے میں جائیں میں چائے لے کر آتی ہوں۔____ایمان نے کہا۔

کیوں میرے یہاں کھڑے رہنے سے کیا مسئلہ ہے تمہیں؟___اس نے کہا۔

آپ مجھے دیکھ رہے ہیں تو مجھے الجھن ہو رہی ہے کوئی کام نہیں ہو رہا ہے ٹھیک سے مجھ سے۔____وہ بولی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اب عادت ڈال لو میں جب جب گھر میں ہوا کروں گا ہر پل تمہیں یوں ہی پیار سے دیکھا کروں گا۔____مراد نے اسکے آگے کی لٹ کو چھوتے ہوئے کہا۔

چائے تیار ہو گئی تھی۔وہ دونوں وہاں لاونج میں بیٹھ کر چائے پینے لگے۔

شاہ میر نے شادی کر لی ہے۔اسی لڑکی سے جس سے اس کا افیئر چل رہا تھا۔____مراد نے چائے پیتے ہوئے بتایا تو ایمان ایک پل کو ساخت رہ گئی۔

تمہیں کیا ہوا؟____مراد کے دل کو کچھ ہوا اسے اداس دیکھ کر۔

کچھ نہیں اب میرا اس سے کیا واسطہ جو کرتا پھرے میرا تو باہر واسطہ آپ سے ہے۔ لیکن میں حیران ہوں وہ چپ کیسے ہو گیا... ____ ایمان نے کہا۔

میری جگہ کوئی اور ہوتا تو یقیناً وہ اسے قتل کر دیتا۔ لیکن میں جانتا ہوں مجھے نہیں مار سکتا۔ اگر مرنا چاہے تب بھی نہیں مار سکتا۔ میں اس کا چچازاد ہوں اور بچپن سے اس کا دوست ہوں اور اس کے گھر کا ایک فرد ہوں بہت مشکل ہوتا ہے ایسے انسان کو قتل کرنا۔ سب سے بڑی بات اسے مجھ سے محبت ہے۔ ویسے ہی محبت جو ایک بھائی کو دوسرے بھائی سے ہوتی ہے۔ اور یہ بات میں بہت اچھے طریقے سے جانتا تھا۔ اسی محبت کی وجہ سے وہ چپ بیٹھ گیا۔ پچیس سالوں کی دوستی ہے ہماری کوئی مذاق نہیں۔ تم سے نکاح کرتے وقت مجھے اطمینان تھا کہ وہ مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ ____ مراد نے کہا۔

آپ صحیح کہہ رہے ہیں۔ وہ ہر کسی سے لڑتا تھا۔ یہاں تک کہ اپنے ماں باپ سے بھی۔ مگر میں نے کبھی اسے آپ سے لڑتے نہیں دیکھا۔ ____ ایمان نے کہا۔

کچھ عرصہ گزر جانے دو وہ سب بھول جائے گا۔ ____ مراد نے کہا۔

نور۔۔۔نور پلیز دروازہ کھولو۔____آدھی رات کو شاہ میر نور کا دروازہ کھٹکھٹا رہا تھا ہلکی آواز میں تاکہ کوئی سن نہ لے۔

جاؤ مر و اپنی ماں کے پاس۔۔۔سارا دن مجھ پر غصہ کیا اور اب رات کو آگئے ہو میرے پاس۔____نور نے تھوڑا سا دروازہ کھول کر اسے آنکھیں دکھائیں۔

تم نے بھی تو غلط کیا میری ماں کو مارا تم نے یہ کوئی چھوٹی بات تو نہیں تھی پھر بھی میں نے صبر کیا۔___شاہ میر بولا۔

پہلے تمہاری ماں نے مجھے مارا میرے بال کھینچے مجھے گالیاں دیں۔____نور نے کہا۔

بڑے تو مارتے ہی ہیں لیکن بچے بڑوں کو نہیں مارتے۔____شاہ میر بولا۔

اگر انہوں نے مجھ سے کام ہی کروانا تھا تو یہ بات پیار اور محبت کے ساتھ کہتی تو شاید میں بھی کام کر لیتی لیکن انہوں نے تو آتے ہی میرے بال کھینچے۔____نور نے بتایا۔

وہ نہیں جھکتی تو تم ہی جھک جاؤ ایسے تو گھر نہیں چلے گا۔____شاہ میر نے کہا۔

اپنی ماں کو سمجھانے کی بجائے مجھے سمجھا رہے ہو؟.____نور نے کہا۔

وہ ماں میری۔اور ایمان تو چپ چاپ سارا کام۔۔۔____شامیر کی بات مکمل نہیں

ہوئی تھی ایمان کا نام سنتے ہی نور نے دروازہ اس کے منہ پر مار دیا اور کنڈی لگا دی مجبورا شاہ میر کو دوسرے کمرے میں رات گزارنی پڑی.

ایک صابرین عورت کی زندگی جنت بنا دیتی ہے۔۔۔لیکن اس کی قدر اس کے جانے کے بعد ہی آتی ہے۔____شاہ میر نے چار پائی پر لیٹتے ہوئے خود سے کہا اور سو گیا۔

شام کو مراد اپنے ساتھ کچھ سامان لے کر آیا تو ایمان نے حیرت سے اسے دیکھا اور پوچھا کہ اس میں کیا ہے؟

اس میں کیک اور پھول۔۔ہماری نئی زندگی کی شروعات پر ہم کی کیک کاٹیں گے۔اور گھر کو سجائیں گے۔____مراد نے کہا۔

لیکن یہ سب تو شادی کی سالگرہ پر کیا جاتا ہے۔____ایمان نے شاپر اس کے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا۔

ضروری نہیں کہ ہر قدم پر یہ سب کچھ کیا جائے۔آغاز میں بھی خوشیاں منائی جاسکتی ہیں۔____مراد نے کہا اور پھولوں کا شوپر اٹھا کر لاؤنج کو سجانے لگا۔

اس نے میز پر پھول رکھے اور بیچ میں کیک رکھا۔بتیاں بجھا کر موم بتیاں روشن کیں۔

اتنا رومینٹک شوہر ملا ہے تمہیں اتنا رومانٹک ماحول بنایا ہے لیکن تمہارا منہ ویسے ہی لٹکا ہوا ہے لڑکی تھوڑی مسکراہٹ تو لاؤ اپنے چہرے پر۔____ مراد نے کہا تو ایمان مسکرا دی۔

دونوں نے مل کر کیک پر لگی موم بتیاں بھوک مار کے بجھائیں اور کاٹا۔

مراد نے کیک کا ایک سلائس کاٹا اور ایمان کو کھلانے لگا۔

میں نے تو تمہیں کھلایا اب مجھے کون کھلائے گا.؟___ مراد نے کہا تو ایمان سلائس کاٹ کر اسے کھلایا۔

اب سب کچھ تمہیں بتانا اور سکھانا پڑے گا کیا؟____ مراد نے مسکراتے ہوئے اُسکی چہرے کو دیکھا۔

مطلب؟____ ایمان نے پوچھا۔

اب تمہیں میک اپ بھی میں کرواؤں؟ چوڑیاں اور جھمکے بھی میں پہناؤں؟ مجھے سجی سنوری بیوی بہت اچھی لگتی ہے۔____ مراد نے کہا۔ مراد اس دیں میک اپ باکس

اور آرٹیفیشل جیولری بھی لایا تھا۔

ایمان کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ وہ فوراً کمرے میں گئیں نیا لباس پہنا جو مراد اس کے لئے لایا تھا۔ جھمکے، چوڑیاں پہنی اور میک اپ کیا۔

سی گرین رنگ کا ایک برینڈڈ سوٹ تھا اور اس پر بہت جچ رہا تھا۔ وہ سادگی میں ہی اتنی خوبصورت لگتی تھی اور آج تو اس کے حسن کو چار چاند لگ گئے تھے۔

وہ تیار ہو کر لاؤنج میں آئی تو مراد نے سر اٹھا کر اسے دیکھا اور دیکھتا ہی رہ گیا۔ وہ حیران ہو گیا کہ کیا کوئی اتنا بھی حسین لگ سکتا ہے۔۔۔

وہ آہستہ سے چلتا ہوا اس کے قریب آیا۔ اور اسے اپنے حصار میں لیا۔

میں دنیا کا سب سے خوش قسمت شخص ہوں۔____ مراد نے اپنی گرفت اس پر مضبوط کرتے ہوئے اس کے کان میں سرگوشی کی۔

کچھ سال بعد۔۔۔

میرا بیٹا تو رل گیا۔ قسمت ہی خراب نکلی اس کی۔ جب سے یہ ڈائن میرے بیٹے کی

زندگی میں آئی ہے تب سے خوشیاں ہی چلی گئی ہیں۔ تین سال ہو گئے ابھی تک کوک ہری نہیں ہوئی اس لڑکی کی۔____ساجدہ نے افسوس سے کہا۔

سنا ہے ایمان اور مراد کا بیٹا دو سال کا ہو گیا ہے۔ مراد نے جو گھر اپنے لیے گاؤں میں بنایا ہے ہمارے گھر کے پاس اب وہ لوگ وہاں رہنے آرہے ہیں۔____سکینہ نے بتایا۔

ان تین سالوں میں مراد نے پلٹ کر چکر ہی نہیں لگایا گاؤں کا۔____ساجدہ بولی۔

مگر اب وہ آرہا ہے ایمان کو لیکر۔ اپنا گھر الگ بنایا جو ہے اس نے۔____سکینہ نے کہا۔

ہاں تو دیوار کے ساتھ ہی دیوار ہے کون سا میلوں دور گھر ہے اس کا۔ اور کوئی شیش محل نہیں بنایا دو کمروں کا چھوٹا سا گھر ہی تو ہے۔____ساجدہ نے کہا۔

ضمیر بتا رہا تھا کہ ان کا شہر والا فلیٹ بہت اچھا ہے۔____سکینہ نے کہا۔

تمہارا بیٹا بھی ایک مہینے سے پرائے گھر میں رہا ہے اسے کہو کہ واپس آئے۔____ ساجدہ نے جل کر کہا۔

پرایا گھر تو نہیں ہے اس کے چچازاد کا گھر ہے جتنا چاہیے رہ لے۔____سکینہ جل گئی۔

ویسے سجدہ میں ایک بات سوچ رہی تھی۔ تم جو نور کو بانجھ کہتی ہو۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ

تمہارا بیٹا ہی بانجھ ہے؟ دیکھو ایمان تو پہلے سال ہی حمل سے ہو گی تھی مراد سے نکاح کے بعد۔۔۔اور شاہ میر کے ساتھ وہ سال رہی لیکن۔۔۔____سکینہ کی بات مکمل نہیں ہوئی تھی ساجدہ نے اسے ٹوکا۔

ارے تیرے منہ میں خاک۔۔۔ نحوست والی باتیں نہ کر۔ خبردار جو میرے بیٹے کے بارے میں آئندہ ایسا کچھ بولا تو۔____ساجدہ نے کہا۔

کمرے میں موجود شاہ میر ان کی باتیں سن رہا تھا اور اداس بیٹھا تھا۔ وہ سکینہ کی بات سے متفق تھا۔

مجھے ایمان کی بددعا لگی ہے۔ میں جب تک اس سے معافی نہیں مانگوں گا تب تک مجھے اولاد نہیں ہو گی۔____شاہ میر نے دل میں کہا۔

اس دن جو مراد گاؤں سے نکلا تو آج پورے تین سال بعد گاؤں آ رہا تھا۔ آنے کو تو وہ پہلے بھی آ سکتا تھا اسے کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ لیکن وہ چاہتا تھا کہ شاہ میر صحیح ہو جائے۔ وہ شاہ میر کو سنبھلنے کے لیے وقت دینا چاہتا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ان تین سالوں میں مراد نے بہت ترقی کی تھی اپنی گاڑی بھی اس نے لے لی۔ایمان اس کے لیے بہت خوش قسمت ثابت ہوئی تھی۔

شام کا پہر تھا۔۔۔گاڑی سے اتر کر مراد نے ایک لمبی سانس اندر کھینچیں اور گاؤں کی سوندھی خوشبو اپنی روح میں اتار لی جس کے لیے وہ تین سال سے ترس رہا تھا۔

اس کے نئے گھر میں عافیہ اور صفیہ دونوں اس کے استقبال کے لیے کھڑی تھیں۔ان تین سالوں میں ان دونوں کی بھی شادی ہو گئی تھی۔عافیہ تو ضمیر کے ساتھ اسی گھر میں تھی۔البتہ صفیہ اپنے ماموں کے گھر گئی تھی۔اور آج خاص مراد کے آنے کا سن کر اس کے استقبال کے لیے آئی تھی۔

بھائی۔____وہ دونوں اسے دیکھ کر اس سے لپٹ کر رونے لگیں۔مراد نے ان کے سروں پر ہاتھ رکھا۔

وہ شہر سے ہر مہینے ان کے لیے تحفے تحائف بھیجتا رہتا تھا۔ان کا جیب خرچ بھی بھیجتا تھا۔مراد کبھی بھی انہیں نہیں بھولا تھا۔

پھر ان دونوں نے ایمان کے ہاتھ میں بچہ دیکھا تو فوراً اسے اپنی گود میں اٹھالیا ایمان سے

لے کر۔

ارے بھائی یہ تو بالکل آپ کے جیسا ہے۔____صفیہ بولی۔

وہ سب اندر آ گئے۔

میں نے چائے بنائی ہے آپ کے لیے ابھی لے کر آتی ہوں۔____عافیہ بھاگتی ہوئی اپنے گھر گئی اور چائے کی کیتلی اٹھالائی۔

چائے کے بعد وہ کھانا بھی لے آئی۔ کیونکہ گاؤں میں کھانا جلدی کھایا جاتا تھا۔

کھانا بھی رہنے دو ہمیں بھوک نہیں ہے۔____مراد نے کہا۔

بھائی کیا اب آپ لوگ ہمیشہ گاؤں میں رہیں گے؟____عافیہ نے پوچھا۔

نہیں بس چکر لگاتے رہیں گے۔ ابھی پندرہ دن کی چھٹی لے کر آیا ہوں آفس سے۔____مراد نے کہا۔

تھوڑی دیر بعد سکینہ اور صادق احمد بھی ملنے آئے ان سے۔ ضمیر تو ان کی ساتھ ہی آیا تھا شہر سے۔

پھر ساجدہ بھی آ گئی۔

کیسی ہو ایمان ؟___ساجدہ نے اسے گلے لگاتے ہوئے کہا تو وہ حیران ہوں گی اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے سجدہ کو دیکھنے لگی۔ مراد بھی حیران ہوا۔

ایسے مت کو میری طرف۔اب اتنی بھی بری نہیں ہوں میں۔ایک ماں کا دل رکھتی ہوں۔ مراد کو تو شاہ میر کے جیسے ہی پالا ہے میں نے بچپن سے۔____سجدہ کہتی ہوئی مسکرانے لگی اور چارپائی پر ان کے ساتھ بیٹھ گئی۔

.بیٹا بہت پیارا ہے ماشاءاللہ نام کیا ہے ؟____سکینہ نے پوچھا

حماد نام ہے۔____ایمان بولی۔

مراد۔۔۔حماد۔۔واہ میچنگ نام۔۔۔____صفیہ نے کہا۔نام تو ان کو بیٹے کا معلوم تھا لیکن پھر بھی پوچھ رہے تھے ایسے جیسے انہیں کچھ پتہ ہی نہیں۔ مراد کا رابطہ اپنی بہنوں سے فون پر رہتا تھا۔

بہت اچھا کیا تم لوگ اپنے گاؤں واپس آ گئے میں تو ڈر ہی گئی تھی اب تم کبھی نہیں آؤں گے۔ سکینہ نے کہا۔

ایسی بات نہیں ہے چاچی یہ میرا آبائی گاؤں ہے۔اور میں اسے کبھی نہیں چھوڑ سکتا اب

تو میں نے اپنا گھر بھی بنالیا ہے جب چاہے یہاں آ سکتے ہیں ہم لوگ۔____مراد نے کہا۔

ان تین سالوں میں تم نے مجھ سے کوئی رابطہ نہیں کیا مراد۔میں تمہارا سگا باپ نہیں تھا چچا تھا اس لیے؟___صادق احمد نے گلہ کیا۔

ایسی بات نہیں ہے چاچوں میں بس سب کو وقت دینا چاہتا تھا۔جو حادثہ ہوا اس سے سنبھلنے کے لیے۔تاکہ سب بھول جائیں۔____مراد نے کہا۔

سب کو ان کے ساتھ بیٹھ کر اور باتیں کرتی ہوئی بہت اچھا لگ رہا تھا۔کافی عرصے سے بوریت تھی جواب ختم ہو گئی تھی۔ایسا لگ رہا تھا گزرا وقت سب بھول بھال گئے ہیں۔

وہ لوگ خوش گپیوں میں مصروف ہو گیا اچانک ہی سامنے سے شاہ میر آتا دکھائی دیا۔

سب کو ایک دم سانپ سونگھ گیا یہ سوچ کر کہ شاہ میر کا کیا ردعمل ہو گا اب۔

شاہ میر مراد کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔مراد اسے دیکھ کر اٹھا۔شاہ میر نے آگے بڑھ کر مراد کو گلے سے لگالیا۔اور اس کے آنسو چھلک پڑے۔

دونوں کافی دیر تک ایک دوسرے سے لپٹے رہے جیسے بچپن کا کوئی ساتھی بچھڑ کر ملا

ہو۔پھر الگ ہوئے۔

ایمان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

کیسا ہے؟____شاہ میر نے پوچھا۔

ٹھیک۔۔۔تو کیسا ہے؟___مراد نے کہا۔

اب ٹھیک ہو گیا ہوں۔۔۔____شاہ میر نے ایمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

دیکھ لیا ایمان ہم دونوں کا پیار۔۔۔اور تم ڈر رہی تھیں کہ یہ مجھے مار دے گا؟یہ سالہ تو میرے بغیر مر ہی جائے گا۔تین سالوں میں یہ حالات ہو گی اس کی۔____مراد نے فاتحانہ انداز میں ایمان سے کہا۔ایمان مسکرا دی۔

شاہ میر ایمان کے قریب آیا اور اس کے قدموں میں جھک کر ہاتھ معافی کے انداز میں جوڑے۔تو سب دیکھ کر حیران رہ گئے.

مجھے معاف کر دو ایمان۔تم پر مظالم کی سزا مجھے خالی جھولی کی صورت میں مل رہی ہے۔اب تک اولاد سے محروم ہوں۔____شاہ میر نے کہا۔

میں نے معاف کیا۔____ایمان نے آہستہ سے کہا۔تو مراد نے مسکرا کر ایمان کو

دیکھا۔اس سے یہی امید تھی اسے۔

بے شک معاف کرنے والا عظیم ہوتا ہے۔

شاہ میر بھائی۔۔۔نور بھابھی الٹیاں کر رہی ہے۔۔۔شاہ میر کا چھوٹا بھائی بھاگتا ہوا آیا اور اسے بتایا۔

الٹیاں کرنے کی وجہ وہاں پر موجود سب نفوس سمجھ گئے تھے۔شاہ میر اور ساجدہ کو معافی مل گئی تھی۔۔۔

مگر اتنی جلدی ملے گی شاہ میر کو اندازہ نہیں تھا۔۔۔

❤️ ختم شدہ ❤️

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews